يَآ يُّهَا الَّذِيۡنَ اٰ مَنُو اتَّقُوۡااللّٰهَ وَ كُوۡ نُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ ه

(جزء۹،سورۃالتوبہ آیت،۱۹۹)

مومنو! اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ رہو

مجموعہ رسائل

عقیده شریفه	المعیار
بعضُ الآیات	مکتُوبِ مُلتانی

مولفہ

حضرت بندگیمیاں سیدنا شاہ خوندمیر صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہ

سید الشهدا (خلیفۂ دوم حضرت مهدی موعود علیه السلام)

منجانب

دارُالاِشاعت کُتب سلف الصّالحین جمعیۃ مہدویہ

دائرہ مشیرآباد حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ام العقائد المعروف عقیدہ شریفہ من تصنیفات

حضرت بندگی میا سیدنا شاہ خوندمیر صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہ

فرمایا امام مہدی علیہ السلام نے کہ میں بلاواسطہ (بمقام طریقت) اللہ تعالیٰ سے ہر روز تازہ تعلیم پاتا ہوں چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ، کہو کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع (بمقام شریعت) ہوں۔ محمدؑ مہدی آخر الزماں اور پیغمبر خدا کا وارث۔ جاننے والا علمِ قرآن وایمان کا بیان کرنیوالا احکام حقیقت وشریعت وخوشنودی حق کا۔

المقصود بندہ سید خوندمیر بن موسیٰ عرف چھجو نے ان احکام کو حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام کی زبان سے سنا ہے۔ اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو حکم کہ میں بیان کرتا ہوں خدا سے (یعنی معلومات حضور خدا سے) اور خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جو شخص کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ماخوذ ہوگا۔ اور آپ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اپنی ذات کے مہدی ہونے کا اظہار کیا اور اپنی مہدیت کے ثبوت میں خدا اور کلامِ خدا اور موافقت رسول ﷺ سے حجت فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''اَفَمَنْ کَا نَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَ یَتْلُوْ ہُ شَا ھِدٌ مِّنْہُ وَ مِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰی اِمَا مًا وَّ رَحْمَۃً ط اُو لٰٓئِکَ یُئُو مِنُوْنَ بِہٖ ط وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ مِنَ الْاَ حْذَابِ فَا لنَّا رُ مَوْ عِدُ ہٗ ج فَلَا تَکُ فِیْ مِرْ یَۃٍ مِّنْہُ اِ نَّہُ ق الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّا سِ لَا یُئُو مِنُوْنَ o (جزء ۱۲، سورۃ ھود، آیت ۱۷)'' ''تو کیا جو شخص کہ اپنے خدا کے کھلے راستے پر ہو۔ اور اس کے ساتھ ایک گواہ (یعنی قرآن) ہو اور قران سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہو جو رہنما ورحمت ہے۔ اور یہ سب (یعنی بیّنہ۔ قرآن۔ کتاب موسیٰؑ) اس کی تصدیق کرتے ہوں اور فرقوں میں سے جو اس سے منکر ہو ان کا آخری ٹھکانا دوزخ ہے۔ تو اس کے طرف سے شک میں نہ رہنا کہ وہ برحق ہے۔ تیرے رب کی طرف سے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے''۔

اور اس آیت کے مانند اور بہت سی آیتیں مشہور ہیں اور (مہدی علیہ السلام نے) فرمایا کہ جو کوئی اس ذات کی مہدیت کا منکر ہو وہ خدا و کلام خدا اور اس کے رسول ﷺ کا منکر ہوگا۔ اور فرمایا کہ ان احکام کو (جو ان اوراق میں مذکور ہیں) خلق پر ظاہر کرنے کے لیئے ہم مامور ہوئے ہیں اور جس نے کہ احادیث نبویہ کو حجت گردانا تو (جواباً) فرمایا کہ احادیث میں اختلاف بہت ہے ان کی تصحیح مشکل ہے جو حدیث کہ خدا کی کتاب اور اس بندے کے حال سے موافق ہو وہ صحیح ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

میرے بعد قریب میں تمہارے لیئے حدیثیں بہت ہونگی پس تم ان کو کتاب اللہ پر پیش کرو اگر موافق ہوں تو قبول کرو ورنہ رد کرو۔

نوٹ:۔ ترجمہ میں جو عبارت کہ قوس شدہ ہے وہ حضرت میاں سید حسینؒ شارح عقیدہ شریفہ کی عبارت کا ماحصل ہے۔

اور آپ ﷺ نے بعض احادیث بھی بیان فرمائے وہ ان کی (یعنی متکلمین ومجتہدین کی) سمجھ اور عقیدے کے خلاف ہوئے۔ اور جن لوگوں نے کہ (حضرت علیہ السلام کے آگے) اس حدیث سے حجت کی کہ (مہدی علیہ السلام) زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا جیسا کہ وہ جور وظلم سے بھری ہوئی تھی یعنی تمام عالم مہدی علیہ السلام پر ایمان لائیگا اور اطاعت کریگا جواباً ارشاد فرمایا کہ تمام مومن (ازلی) ایمان لائے اور اطاعت کئے اور پیرووں کے حق میں یہ آیت ارشاد فرمایا۔" فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا ه (جزء۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۹۵)" "پس جو لوگ کہ (خدا کی راہ میں) ہجرت کئے اور اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور؛ میری راہ میں ستائے گئے قتل کئے (کافروں کو خدا کی راہ میں) اور مارے گئے"۔ اور یہ صفتیں جو کہ اس آیت میں مذکور ہیں مہدویوں کے حق میں مخصوص فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ یہ علامتیں ان میں موجود ہوگیں۔ مگر ایک کارزار کی صفت باقی ہے۔ اس کو مشیّتِ الٰہی پر محمول فرمایا جس کا حال اس آیت کے موافق ہو وہ مہدویوں سے ہے اور جو شخص کہ مہدی علیہ السلام کو قبول کیا ہے اور ہجرت وصحبت سے باز رہا ہے اس کو اس آیت کی رو سے منافقی کا حکم فرمایا۔" لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا o دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ه (جزء۵، سورۃ النساء، آیت ۹۵،۹۶)" "جن مومنوں کو معذوری نہیں اور وہ بیٹھ رہے اُن لوگوں کے برابر نہیں جو اپنے مال وجان سے خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالے ہیں۔ اللہ نے مال وجان سے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں (معذوروں) پر درجہ کے اعتبار سے فضیلت دی ہے اور خدا کا وعدہ نیک تو سب ہی سے ہے اور اللہ نے ثوابِ عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں (غیر معذوروں) پر بڑی برتری دی ہے مدارج ہیں خدا کے ہاں سے اور اس کی بخشش اور مہر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

تائبین کے حق میں فرمایا قولہ تعالیٰ:" اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ط وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ه (جزء۵، سورۃ النساء، آیت ۱۴۶)" "مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور اپنی حالت درست کرلی اور اللہ کا سہارا پکڑا اور اپنے دین کو خدا کے واسطے خالص کرلیا تو یہ لوگ مومنوں کیساتھ ہوں گے۔ اور اللہ مومنوں کو بڑے اجر دیگا"۔ اور نیز یہ فرمایا ہے کہ اس بندے کے آگے تصحیح ہوتی ہے جو یہاں مقبول ہوا وہ خدا کے پاس مقبول ہے اور جو میرے پاس صحیح نہوا وہ خدا کے پاس مردود ہے۔ اور نیز فرمایا ہے کہ منکران مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز مت پڑھو اگر سہواً پڑھی جائے تو پھر لوٹا کر پڑھو۔ اور نیز فرمایا ہے کہ جو حکم و بیان کہ تفاسیر یا غیر تفاسیر میں اس بندے کے بیان کے مخالف پایا جائے وہ صحیح نہیں ہے۔ اور جو اعمال و بیان کہ بندے کا ہے وہ خدا کی تعلیم اور مصطفےٰ ﷺ کی اتباع کے موافق ہے۔ اور نیز فرمایا ہے کہ ہم مذہب مقیّد نہیں رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی ہمارے صدق کو معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ بذریعۂ کلام خدا اور اتباع

رسول اللہ ﷺ ہمارے احوال واعمال پر غور کرے اور سمجھے۔

جیسا کہ فرمایا خدائے پاک وبرتر نے "قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ o (جزء۱۳، سورہ یوسف، آیت ۱۰۸)" "کہوائے محمد ﷺ کہ یہ میری راہ ہے۔ بلاتا ہوں میں (خلق کو) خدائے تعالیٰ کی طرف بینائی پر اور وہ جو میرا تابع (تام) ہے۔

اور نیز فرمایا کہ حق تعالیٰ ہم کو مخصوص اس لیئے بھیجا ہے کہ وہ احکام وبیان جو ولایت محمدی ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں بواسطۂ مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں۔ اور نیز فرمان خدا "پھر تحقیق کہ ہم پر ہے بیان اس کا" (کے متعلق) فرمایا کہ یہ بیان مہدی علیہ السلام کی زبان سے ہوتا ہے اور نیز فرمایا ہے کہ خدا کو چشم سر سے دُنیا میں دیکھنا (ضروری) ہے دیکھنا چاہیئے۔ اور خدا کے حکم اور مصطفےٰ ﷺ کی حجت سے خود بھی رویت خدا کی گواہی دی۔ اور نیز حکم دیا کہ ہر مرد اور عورت پر خدا کے دیدار کی طلب فرض ہے۔ جب تک کہ سر کی آنکھ یا دل کی آنکھ سے یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے گا مومن نہ ہوگا۔ مگر جو طالب صادق کہ اپنے روے دل کو غیر حق سے پھیر کر حق کی طرف لایا ہے اور ہمیشہ خدا کے ساتھ مشغول ہے اور دنیا وخلق سے عزلت یعنی علٰحدگی اختیار کیا ہے اور اپنے سے باہر آنے کی ہمّت کرتا ہے ایسے شخص پر بھی ایمان کا حکم فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ایمان خدا کی ذات ہے (یعنی جب تک خدا کو نہ پائے ایمان کو نہیں پاسکتا)

اور دیگر یہ کہ (حضرت مہدی علیہ السلام نے) مجتہدوں اور مفسّروں کے عقیدے کے خلاف بعض آیتیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ حصرِ ایمان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ o الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ o اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ج (جزء۹، سورۃ انفال، آیت ۲، ۳، ۴)" "وہی لوگ ایمان والے ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب آیات اِلٰہی ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو اور زیادہ کردیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور ہم نے جو اُن کو روزی دی ہے اس میں سے (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں یہی ہیں سچے ایماندار"۔

اور وہ طالب کہ جس کی نسبت یہ صفات ذکر کیئے گئے ہیں اس (آیت سے) حکم ایمان میں داخل ہے اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے کی نسبت اس آیت سے حکم فرمایا۔ "بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ o (جزء۱، سورہ بقرہ، آیت ۸۱)" "جس نے کمایا گناہ اور اس کو اس کے گناہ نے گھیر لیا سو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے"۔

اور دیگر فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ "وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا o (جزء۵، سورۃ النساء، آیت ۹۳)" "جو شخص کہ مومن کو قصداً مار ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے

جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اُسپر اللہ کا غضب (نازل) ہوگا اور اسپر خدا کی لعنت ہوگی اور اس کے لیئے بڑا عذاب تیار رکھا ہے''۔

اور وعدۂ دوزخ (بارادۂ دنیا اس آیت کی جہت سے فرمایا) قولہ تعالیٰ ''مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ یَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ (جزء۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۸)'' ''جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں اور جس قدر چاہتے ہیں اس (دنیا میں) اس کو شتاب (فوراً) دیتے ہیں اور پھر ہم نے اس کے لیئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جس میں وہ بُرے حالوں راندۂ (درگاہ خدا) ہو کر داخل ہوگا''۔

اور ترکِ حیاتِ دنیا کی نسبت فرمایا قولہ تعالیٰ ''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (جزء۱۴، سورۃ النحل، آیت ۹۷)'' ''جو شخص عمل صالح (یعنی ترک حیات دنیا) کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم اس کی زندگی (دنیا میں بھی) اچھی طرح بسر کرائینگے۔ اور ان کو (عقبیٰ میں بھی) ان کے بہترین اعمال کا ضرور صلہ دیں گے''۔ اور ماسوا اللہ سے پرہیز کرنے کی نسبت (فرمایا) قولہ تعالیٰ ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۝ (جزء۲۸، سورۃ حشر، آیت ۱۸)'' ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو' اور ہر شخص غور کرتا ہے کہ کل (قیامت) کے لیئے اس نے کیا بھیجا ہے۔

اور ذکر دوام کی نسبت (فرمایا) قولہ تعالیٰ ''فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ج اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (جزء۵، سورۃ النساء، آیت ۱۰۳)'' ''پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کے ذکر میں لگے رہو اور پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو نماز پڑھو کیونکہ مسلمانوں پر نماز بہ قید وقت فرض ہے''۔

اے طالبان حق جو مہدی علیہ السلام کے شیدائی ہو تم کو معلوم ہو کہ یہ احکام جو (ان اوراق) میں مذکور ہیں۔ مہدی علیہ السلام کی اوّل ملاقات سے آپ علیہ السلام کی رحلت تک بندہ ہمیشہ آپ کی صحبت میں رہا۔ ہم ان احکام سے کسی حکم میں تفاوت نہیں پائے۔ اور ان تمام احکام پر اعتقاد و ایمان رکھتے ہیں۔ جو شخص کہ بیان مہدی علیہ السلام میں کوئی تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیانِ مہدی علیہ السلام ہوگا۔

تَمَّتْ

اَلْمِعْیَار

تصنیف حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہ

ابتداء اللہ کے نام سے جونہایات مہربان بڑا رحم والا ہے اور ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر میرا بھروسہ ہے تمام تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اس نے اپنی قدرت سے زمین کو پھیلایا اور آسمان کو بلند کیا پس بزرگ ہے وہ ذات کہ اس کے سوائے کوئی معبود (خدا) نہیں وہی نعمتوں کو عطا کرتا ہے اور اپنے بندوں سے جنگ کی سختی اور قحط کے نقصان کو دور کرنے والا ہے اس کی نعمتوں کے پے در پے ہونے پر ہم اس کا حمد کرتے ہیں اور اس کے گہرے احسانات پر ہم اس کا شکر کرتے ہیں اور درود نازل ہو اس کے رسول محمد ﷺ پر جو روشن شریعت والے اور واضح صاف طریقے والے تمام رسولوں اور نبیوں میں اکمل جن کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا رہے گا پس آدمؑ اور تمام انبیاء قیامت کے دن آپ ﷺ کے جھنڈے [1] کے نیچے رہیں گے اللہ درود نازل کرے آپؐ پر اور آپ کی آل بزرگ و شریف پر لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے حضرت مہدیؑ اور آپکے اصحابؓ کی پہچانت کے بیان میں چند کلمات ان اوراق میں لائے گئے ہیں اس لئے کہ بعض لوگ جو حضرت سید محمدؑ کے اصحابؓ کے احوال سے غافل اور پردہ میں ہیں اور ان کو ناشائستہ اوصاف سے منسوب کرتے ہیں اور ان کے متعلق بدگمانی کرتے اور فاسد اعتقاد رکھتے ہیں، اور ان پر باطل احکامات لگاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ان کی حالت کیا ہے۔

پس اے عزیز جان کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے کہ اپنی طرف رہبری کرے اور اپنا مقرب بنائے تو اس کو اس کے خواہشات اور مرادات سے نکال دیتا ہے اور مخلوق کو اس پر مقرر کرتا ہے اور اس کی دشمن بنا دیتا ہے اور مخلوق کے ذریعہ سے اس کو رنج اور تکلیف پہنچاتا ہے تا کہ اس کا دل اس جہاں کے تعلقات، غیر اللہ کی محبت اور مخلوق کی الفت سے منقطع ہو جائے اللہ کی معرفت اور اللہ...... کیی ...... محبت کے لئے وقف ہو جائے جیسا کہ اللہ کا طالب فرماتا ہے کہ

یا اللہ تمام مخلوق کو میری مخالف بنادے
اور تمام جہاں والوں سے مجھ کو الگ کردے
میرے دل کے رخ کو ہر طرف سے پھیردے
راہ میں مجھ کو یک جہت اور ایک روکردے

[1] العاشر ذکر فی الفصوص انا لانبیاء کلھم یجتمعون یوم القیمة تحت لواء النبی خاتم النبوة والا ولیاء کلھم یجتمعون تحت لوائالمھدی خاتم الولایة المحمدیة ۔دسویں خصوصیت یہ ہے فصوص میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن سب انبیاء خاتم النبوت ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے اور تمام اولیاء خاتم ولایت محمدی مہدی علیہ السلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے (ملاحظہ ہو خصائص امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ مطبوعہ صفحہ ۱۷،۱۸'' مولفہ حضرت عالم باللہؒ)

جواب من جانب اللہ ملتا ہے۔

جس کے ساتھ تو ملنا جلنا چاہتا ہے جان لے کہ اس سے تجھ کو آرام نہیں ملے گا میں تجھ کو پریشان کروں گا کیونکہ تو ہمارا ہے مخلوق[1] کو اس کے خلاف میں مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ آدمی کی فطرت اس بات پر ہوئی ہے ہر چند چاہتا ہے کہ مخلوق سے منہ پھیر لیوے اور اپنے ہم جنسوں سے الگ ہو جائے لیکن فطرت کی وجہ سے اپنے جیسوں کی طرف ہی میلان ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے ہم جنسوں سے الگ کر دیتا ہے اور اپنی رضا پر قائم رکھتا ہے چنانچہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ واکمل التحیات کے حق میں حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''وَ لَوْ لَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا o (جز۱۵،سورہ بنی اسرائیل،آیت۷۴)'' اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہم نے تجھ کو ثابت رکھا تو بھی جھکنے لگ ہی جاتا ان کی طرف تھوڑا سا جب مصطفیٰ ﷺ کے لئے مخلوق کی طرف مائل ہو جانا ممکن ہے تو دوسرا شخص مخلوق سے کس طرح الگ رہ سکتا ہے بالضرور اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو اپنے طالب پر مقرر کرتا ہے اور مخلوق کو اپنے طالب کی دشمن بناتا ہے تا کہ طالب اپنے دل کے رخ کو مخلوق کی طرف سے پھیر دے اور خالق کی طرف لا دے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے اپنے پیغمبروں کے حق میں فرمایا ''وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ج (جز۸،سورۃ انعام،آیت،۱۱۲)'' اور اسی طرح ہم نے پیدا کر دئے ہر نبی کے دشمن شیطان ادمی اور جن کے سکھاتا رہتا ہے ایک دوسرے کو ملمع دار باتیں فریب دینے کو چونکہ مہدی علیہ السلام اور آپؑ کے اصحابؓ حضرت مصطفیٰ ﷺ کے تابع ہیں تو بالضرور مخلوق انکے ساتھ بھی عداوت کرتی ہے اور مخالف ظاہر کرتی ہے کیونکہ جب متبوع (محمدؐ) کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خبر دی ہے ''وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ط وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰهُ ج وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ o (جز۹،سورۃ انفال،آیت۳۰)'' اور (اے محمدؐ یاد کر) جب تجھ پر داؤ چلانا چاہتے تھے کافر تا کہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ داؤ کر رہے تھے اور اللہ بھی داؤ کر رہا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے پس بالضرور تابع پر (مہدیؑ پر) بھی وہی بات لازم آئے گی اور یہ بات مہدیؑ کی صداقت کی دلیل ہے اور دوسری دلیلیں جو کتابوں سے معلوم ہوئی ہیں بہت ہیں لیکن بہ خوف طوالت اختصار سے کام لیا گیا اور چند کلمات ان اوراق میں لائے گئے تا کہ جو شخص ان سے (اصحابؓ مہدیؑ سے) بدگمانی کرتا ہے اور ان پر جھوٹے اتہامات لگاتا ہے اس کو توبہ اور رجوع کرنے کا موقعہ حاصل ہو اور مخالف جان لے کہ جو ناشائستہ صفت سید محمدؑ کے اصحابؓ کے ساتھ منسوب کر رہا ہو محض خطا ہے کیونکہ جو شخص کہتا ہے کہ سید محمدؑ کے صحابہؓ ناک کو ذکر کا آلہ بنائے ہیں اور اس کے خلاف بے تحاشہ کتابوں سے دلیلیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے امام قشیری نے حضرت ایوبؑ کے قصّہ کے متعلق ایسا کہا ہے اور فلاں شخص ایسا کہتا ہے اور نہیں جانتا کہ سید محمدؑ کے صحابہ کی کیا حالت ہے اور صحابہ کس راستہ پر

[1] مخلوق کو اس کے خلاف میں مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے طالب کی مخالفت پر مخلوق کو جو مقرر کرتا ہے اس میں حکمت یہ ہیکہ کافر کہا کرتے تھے کہ قرآن میں نصیحت کی باتیں تو اچھی ہیں لیکن ہر جگہ شرک کو برا کہا گیا ہے اس کو بدل ڈالو تو ہم سب ایمان لے آئیں ''از تفسیر موضح القرآن ملاحظہ ہو حمائل شریف مترجم مطبوعہ خیر المطابع لکھنو(۴۶۶)

چلتے ہیں اور تمام احوال اور افعال میں کس کی پیروی کرتے ہیں اے عزیز جان لے کہ سید محمدؐ صحابہؓ کا مقصود تمام اقوال وافعال میں صرف یہی ہے کہ خدا کی کتاب اور پیغمبروں کی پیروی حاصل اور خدا اور رسولؐ کے فرمان اور اہل دین کے اقوال پر عمل کیا جائے پس ناچار ذکر میں بھی مصطفےٰ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اور خدا کی کتاب کے ساتھ موافقت کرتے ہیں چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا'' وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّ عًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِا لْغُدُوِّ وَ الْاٰ صَا لِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ہ (جز ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۵)'' اور اپنے پروردگار کا ذکر کرتا رہ جی ہی جی میں گڑگڑاتا اور ڈرتا ہوا اور دھیمی آواز سے بولنے میں صبح و شام اور نہ رہ غافل اور حضرت زکریاؑ کے قصّہ سے بھی حق تعالیٰ اپنے کلام میں خبر دیتا ہے جہاں کہ فرمایا خُدائے پاک و برتر نے جب زکریاؑ نے پکارا اپنے پروردگار کو آہستہ آواز سے صاحب مدارک نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ یعنی پکارا اللہ کو پوشیدہ طور سے پکارنا جیسا کہ اسی طرح پکارنے کا حکم ہے اور یہ طریقہ ریاکاری سے دور اور صفائی سے زیادہ قریب ہے جب مصطفےٰ ﷺ اور دوسرے پیغمبرؑ ذکر خفی کا حکم کئے گئے ہیں تو معلوم ہوا کہ ذکر خفی ہی تمام اذکار سے زیادہ بہتر ہے اور ذکر کا آلہ دل ہے اور جب تک کہ اللہ کا ذکر دل میں قرار نہ پکڑے ذاکر غفلت کی صفت سے الگ نہیں ہوتا۔ اللہ کے ذکر کو دل میں قرار دینا سانسوں کی حفاظت کے بغیر محال ہے اور پاس وانفاس کے ذکر کے بغیر دل خطرات اور وہم سے پاک نہیں ہوتا کیونکہ سانس کی قرارگاہ اور اس کے اٹھنے کی جگہ دل ہی ہے اور حضرت ایوبؑ کا قصہ جو امام قشیری نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے وہ قصہ ذکر خفی کے برخلاف اور پاس انفاس کے ذکر کے خلاف دلیل نہیں ہوسکتا کیونکہ پاس انفاس کے ذکر کے بغیر تمام اوقات کی شمولیت کے ساتھ اللہ کا ذکر میسر نہیں ہوتا اور اللہ کا ذکر فرض دوام ہے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ''فَا ذْ كُرُو ا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْ دًا وَّ عَلٰى جُنُوْ بِكُم (جز۵، سورۃ النساء، آیت ۱۰۳)'' اللہ کا ذکر کرتے رہو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوے اور یہ فرض ادا نہیں ہوتا جب تک کہ سانس کی حفاظت نہ کرے اور سانس ناک سے مقید نہیں بلکہ اس کو تمام اعضاء میں دخل ہے اسی وجہ سے تمام سالکین راہِ حق اور طالبانِ ذاتِ مطلق نے ذکر خفی کو تمام اذکار سے بہتر جانا ہے کیونکہ ذکر خفی اور ذکر پاس انفاس کے بغیر ذاکر کا وجود ریاکاری اور خود بینی کی گندگی سے پاک نہیں ہوتا اور ذکر دوام حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اگر اللہ کے ذکر کو زبان سے کرے گا تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذاکر باتوں میں اور کبھی کھانے سونے میں مشغول ہوتا ہے اور جب کسی چیز میں مشغول ہوتا ہے اور اللہ کے ذکر سے باز رہتا ہے تو اس کا شمار غافلوں میں ہوتا ہے اور غفلت کی صفت مومن کے لائق نہیں بلکہ یہ صفت ان لوگوں کی ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خبر دی ہے ''وَ لَقَدْ ذَ رَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰ ذَ انٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ج اُولٰٓئِكَ كَا لْاَ نْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ج اُو لٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ہ (جز۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۷۹)'' ''اور ہم نے پیدا کئے ہیں دوزخ کے لئے بہترے جن اور انسان ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھ ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ لوگ چوپایوں کے مانند بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یہی لوگ غافل ہیں'' اور امام زاہد نے اپنی تفسیر میں لایا ہے کہ اللہ کا

ذکرفرض دوام ہے کہ کسی وقت اور کسی حال میں بھی ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا کیونکہ ذکر دوام کسی شرط سے مشروط نہیں ہے اور دوسرے فرائض مشروط ہیں پس اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر تمام فرائض میں اہم ترین مقصود ہے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ''وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ(جز ۲۱،سورہ العنکبوت، آیت ۴۵)'' ''اور قائم رکھو نماز کو بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی کے کام اور بری بات سے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے''۔ پس اے عزیز جان لے ذکر دوام کے بغیر نفس کا تزکیہ اور تجرید اور تفرید حاصل نہیں ہوتے اور دل سے پراگندی دور نہیں ہوتی اور اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا۔ شیطانی وسوسوں نفسانی خواہشات اور مرادات سے انسان باہر نہیں آتا پس چاہیئے کہ اللہ کے ذکر میں اس قدر ہمیشگی کریں کہ اوقات میں سے کسی وقت اور حالات میں سے کسی حال میں اللہ کے ذکر سے خالی نہ رہے آنے میں جانے میں کھانے میں سونے میں سننے میں، کہنے میں بلکہ تمام حرکات اور سکنات میں حاضر الوقت رہنا چاہیئے تاکہ دل بیکاری میں نہ گذرے بلکہ دَم سے واقف رہے تاکہ کوئی دَم غفلت سے نہ نکلے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نکلتی ہے وہ مردہ ہے حضرت رسالت پناہ ﷺ نے بھی اسی سانس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیوں کہ سانس کی نگہبانی کے بغیر ذکر دوام حاصل نہیں ہوتا اور مردنی کی صفت سے الگ نہیں ہوسکتا اور دل سے غفلت نہیں جاتی۔

اگر تو مرد عارف ہے تو سانسوں کی نگرانی کر دونوں جہاں کی بادشاہت تیری ایک ہی سانس میں تیری مِلک ہوجائے گی۔

قطعہ

عمر کی سانس جوگذر رہی ہے وہ ایک موتی ہے
کہ اُس کی قیمت دونوں جہاں کا محصول ہے
تو اس خزانہ کو مفت میں برباد کردینے کو پسند مت کر
اگر ایسا کریگا تو پھر تو خاک میں خالی ہاتھ اور بے سروسامان جائیگا

رسول صلعم کے قول میں حکمت یہ ہے کہ سانس کیلئے دل میں اور تمام اعضاء میں دخل ہے، اور جب سانس اللہ کے ذکر کیساتھ تمام اعضاء میں سرایت کرتی ہے اور ذکر کے فیض سے زندگی کا اثر تمام اعضاء میں پیدا ہوتا ہے تو ایمان کے درخت کو ذاکر کے دل میں اگاتی ہے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ لآ اله الا الله ایمان کو ایسا ہی اگاتا ہے جیسا کہ پانی ترکاری کو اگاتا ہے اے عزیز جان لے کہ جب مقصود یہ ہے کہ سانس کی نگہبانی کے ذریعہ اللہ کا ذکر دل میں قرار پکڑے اور سانس اللہ کے ذکر کے ساتھ اندر جاوے اور باہر آوے خواہ منھ سے ہو خواہ ناک سے اور یہ دو راستے سانس کے ہیں بذریعہ سانس کے گذر کے ناک ذکر کا آلہ نہیں رہتی کیونکہ سانس مطلق ہے اور سید محمدؐ کے صحابہؓ کا مقصود یہ ہے کہ سانس کی نگہبانی کے ذریعہ سے اللہ کا ذکر دل میں قرار پکڑے اور خدا کے ذکر سے اطمینان قلب حاصل ہو چنانچہ خدائے پاک اور برتر نے فرمایا ہیکہ اور آرام پاتے ہیں مومنوں کے دل اللہ کے ذکر سے سن رکھو کہ اللہ

کے ذکر سے آرام پاتے ہیں دل اور مہذب میں لایا ہے کہ ذکر اور ذکریٰ جس کے معنی یاد کرنے کے ہیں ہاں ایسا ہی ہے لیکن جاننا چاہیئے کہ ذکر کیا ہے اور مذکور کون ہے۔ ذکر یہ ہے کہ اس کے واسطے سے ماسوی اللہ کا وجود مٹ جائے چنانچہ کہتا ہیکہ [1]

ہستی کے نقد کو لآالٰـہ میں مٹادے
تاکہ تو بادشاہ کے ملک کا گھر پاوے

اور ذاکر کو مذکور کے سوائے کسی چیز کا شعور نہ رہے نہ اپنا نہ اپنے ذکر کا نہ غیر کے وجود کا بلکہ اللہ واحد احد کے سوائے کوئی چیز باقی نہ رہے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے کہ اور ذکر کر اپنے پروردگار کا جب ماسوی اللہ کو بھول جاوے یعنی جب تو اپنے نفس کو اور ماسوی اللہ کو بھول جاوے جب بے خودی کے عالم میں یار ہی نہ سماتا ہے تو اغیار کہاں سمائیں گے۔

تو ذکر سے کیا چاہتا ہے مذکور کو طلب کر
تمام فکر کا خلاصہ یہی ہے

رُباعی

جس کا شیوہ فنا ہے اور آئین فقروفاقہ ہے
اس کیلئے نہ یقین ہے نہ معرفت ہے اور نہ دین ہے
جب ذاکر درمیان سے نکل گیا تو پھر خدا ہی خدا رہا
جب فقر تمام ہوا تو وہ اللہ ہے یہ مطلب ہے

اور یہ سعادت کلمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کے بغیر جس میں وجود غیر کے فنا کا اقتضا ذات حق کا اثبات ہے حاصل نہیں ہوتی ہے اور نیز اسی لئے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ افـضـل الـذکر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ ہے اور نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اور مجھ سے پہلے سب پیغمبروں نے جو کچھ فرمایا ہے ان سب میں افضل لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کا قول ہے اور مصطفٰے ﷺ بھی اپنے صاحب (خُدا) کی طرف اسی کلمہ کے لئے مامور ہوئے ہیں جہاں کہ فرمایا خداے پاک و برتر نے ''فَا عْـلَـمْ اَنَّـہٗ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ (جز ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۹)'' ''پس جانے رہو کہ اللہ کے سوائے کوئی اللہ نہیں''۔ حضرت رسالت پناہ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء جو ہوے ان کو بھی اسی کلمہ کی تعلیم ہوئی ہے چنانچہ خُدائے پاک و برتر نے فرمایا ''وَمَآ اَرْ سَـلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّ سُوْ لٍ اِلَّا نُوْ حِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِ

[1] جیسا کہ حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہ مہدویہؒ نے تحریر فرمایا چنانچہ میراں درقول الـفـقـوا اذتھم ھو اللّٰہ فرمودند فھـو عبداللّٰہ اینست (ملاحظہ ہو دلیل العدل والفضل، مطبوعہ صفحہ ۱۰۱، ۱۱ چنانچہ قول ہذا جب فقر کامل ہوا وہ اللہ ہے کی مراد حضرت مہدیِ موعودؑ مراد اللہ نے یہ فرمائی کہ وہ اللہ کا بندہ ہے یہ مطلب ہے۔)

لَـہَ اِلَّآ اَنَا (جزء۱۷،سورۃ انبیاء،آیت ۲۵)’’ ’’اور ہم نے نہیں بھیجا تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کی جانب یہی وحی کی کہ کوئی اللہ نہیں میرے سوائے‘‘۔ اور مشرکوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ’’اِ ذَ ا قِیْـلَ لَھُـمْ لَآ اِ لٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ ہ (جز۲۳،سورۃ الصافات،آیت ۳۵)‘‘ ’’جب ان سے (مشرکوں سے) کہا جاتا تھا کہ کوئی اللہ نہیں اللہ کے سوائے تو تکبر کرتے تھے پس خدا کے کلام اور اقوال رسول خدا ﷺ سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء اور اولیاء کے لئے اسی کلمہ لآاِلٰـہ اِلا الـلـہ کا ذکر رہا ہے اور حضرت رسالت پناہ ﷺ نے بھی اسی قدر فرمایا ہے اور حضرت سید محمد ﷺ اور آپ کے صحابہؓ ذکر کے بارے میں انبیاء اور اولیاء کی موافقت کرتے ہیں اور تمام افعال اور اقوال میں خدا کی کتاب کی پیروی کرتے ہیں پس اس کا حال کس طرح ہوگا جو کہتا ہے کہ لآاِلٰـہ الااللہ کہنے میں کافروں کی موافقت ہوتی ہے اور جو لوگ تمام احوال میں خدا کی رضا[1] کے طالب ہیں اور لآ اِلٰہَ الااللہ محمد رسول اللّٰہ کا کلمہ زبان سے کہتے ہیں اور دل میں تصدیق کرتے ہیں اور خدا کی کتاب اور قول رسول ﷺ سے جو فرائض کہ ثابت ہوئے ہیں ان کو ادا کرتے ہیں ایسے لوگوں کو کفر وضلالت کی طرف منسوب کرنا عین ضلالت ہے پس جو شخص کہ ایسے لوگوں پر بدگمانی کرتا ہے اور جھوٹے الزامات لگاتا ہے چاہیئے کہ خدا کی کتاب پر نظر کرے اور اپنے گمان سے باز آئے اور توبہ کرے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے ’’یَـا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْم (جز۲۶،سورۃ الحجرات،آیت۱۲)‘‘ ’’مومنو بچے رہو بدگمانیوں سے بے شک بعض گمان بدگناہ ہے اور اگر توبہ نہیں کرے گا اور اپنے گمان سے باز نہیں آئے گا تو اپنے نفس پر ظلم کرے گا‘‘۔ چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے ’’وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُ و لٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْ نَ ہ (جز۲۶،سورۃ الحجرات،آیت ۱۱)‘‘ ’’اور جو شخص توبہ نہ کرے تو وہی لوگ ظالمین ہیں‘‘۔ اور رسول ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ مومنوں کے ساتھ نیک گمان رکھو پس اے عزیز جان لے کہ جو شخص اللہ کی طلب میں مضبوط رہتا ہے اور خدا کی محبت میں صادق ہوتا ہے تو وہ شخص بھی مخلوق کی ملامت سے خالی نہیں رہتا ہے اور اللہ مختلف قسموں سے آزماتا ہے امتحان لیتا ہے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے ’’لَتُبْـلَـوُنَّ فِـیٓ اَمْـوَالِـکُـمْ وَ اَنْـفُـسِـکُـم وَلَتَسْـمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُ وْ تُو االْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ ا لَّذِیْنَ اَشْرَ کُوْ آ اَذًی کَثِیْرًا ج وَاِن تَصْبِرُوْ ا وَ تَتَّقُوْ ا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِــنْ عَـزْمِ ا لْاُمُـوْرِ (جز۴،سورۃ آلعمران،آیت ۱۸۶)‘‘ ’’ضرور تمہاری آزمائش کی جائیگی تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں میں اور تم ضرور سنو گے ان لوگوں سے جن کو دی گئی کتاب تم سے پہلے اور مشرکوں سے بہت سی ایذا کی باتیں اور اگر تم صبر کرتے رہو اور پرہیزگار بنے رہو تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ پس خدا کے دوست پر لازم ہے کہ صبر کرے اور بلا سے نہ ڈرے اور مخلوق کی ملامت کا خوف نہ کرے تاکہ خدا کے دوستوں کے گروہوں میں داخل ہو چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے ’’فَسَوْفَ یَـاْ تِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْ نَہٗ لا اَ ذِ لَّۃٍ عَـلَـی الْمُئْو مِنِیْنَ اَ عِزَّ ۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَا ھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ ا للّٰہِ وَ لَا یَخَا فُوْنَ لَوْ مَۃَ لَآ ئِمٍ ج (جز۶،سورۃ المائدہ،آیت۵۴)‘‘ ’’تو اللہ ایسی قوم پیدا کرے گا جس کو وہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ اللہ کو

[1] رضا۔ خوشنودی اور اہل تصوف کی اصطلاح میں راضی رہنا بندہ کا خدا کی مرضی پر خواہ راحت ہو خواہ رنج (ازلغات کشوری)

دوست رکھتی ہوگی۔ نرم دل ہوگی مومنوں کے ساتھ سخت دل ہوگی کافروں کے ساتھ جانیں لڑادے گی اللہ کی راہ میں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گی''۔

ترجمہ بیت

عشق میں یکتا رہ اور مخلوق کا کیا خوف
معشوق تو تیرا ہے دُنیا کے سر پر خاک ڈالدے

اے عزیز جان کہ جب حضرت سید محمد ﷺ کے صحابہؓ اس گروہ سے ہیں تو ضرور لوگ ان کی مخالفت کریں گے جیسا کہ حضرت مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کو ایذا دیتے تھے اور رنج پہنچاتے تھے کیونکہ آنحضرت ﷺ جو کہتے تھے اور جو کرتے تھے محض اسی حکم کے ذریعہ سے کرتے جو اللہ سے آپ ﷺ کو پہنچتا تھا یعنی آپ ہر قول و فعل خدا کی وحی کے موافق کرتے تھے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا'' وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی o اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْ حٰی o (جز ۲۷،سورۃ النجم، آیت ۳،۴)'' ''اور نہ بات کرتا ہے اپنی خواہش نفس سے یہ وحی ہے جو اس کو بھیجی جاتی ہے''۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ط ھٰذَا بَصَآ ئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ وَ ھُدًی وَّرَ حْمَۃٌ لِّقَوْمٍ یُّوْ مِنُوْنَ o (جز ۹،سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۳)'' ''کہدے میں تو اسی پر چلتا ہوں جو وحی کی جاتی ہے میرے جانب میرے پروردگار کی طرف سے یہ بصیرت کی باتیں ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت و رحمت ہے اس قوم کے لئے جو ایمان لاتے ہیں'' اور آپ یہ قول جو وحی کے موافق کہتے تھے اور جو فعل وحی کے موافق کرتے تھے تو لوگوں کے نفسانی خواہش کے مخالف پڑتا تھا۔ کیونکہ ان پر نفس کی رعونتیں اس قدر غلبہ کرتی تھیں کہ کسی شخص کو اپنے برابر نہیں سمجھتے تھے اور اس علم کتاب پر جو اُن کے نزدیک تھا اسی پر شادمانی اور غرور کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کا ٹھٹھا اُڑاتے تھے اہل نفس و ہوا کا یہ طریقہ ہمیشہ رہا ہے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ''فَلَمَّا جَآ ءَ تْھُمْ رُسُلُھُمْ بِا لْبَیِّنٰتِ فَرِ حُوْ ا بِمَا عِنْدَ ھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ حَا قَ بِھِمْ مَّا کَا نُوْ ا بِہٖ یَسْتَھْزِ ءُ وْ نَ o (جز ۲۴،سورۃ غافر، آیت ۸۳)'' ''پھر جب ان کے پاس آئے ان کے پیغمبر معجزے لے کر یہ لوگ خوش ہوئے اس پر جو ان کے پاس علم تھا اور ان پر الٹ پڑا جس کی یہ ہنسی اڑایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ امی لوگ کیا اس بات کے لائق ہیں'' حسد اور دشمنی کی وجہ سے جاہل ہوگئے باوجود اس علم کے جو اُن کے گمان میں تھا چنانچہ اپنے رسول اور اپنی کتاب سے بھی انکار کر بیٹھے کیونکہ انھوں نے کہا کہ اللہ نے بشر پر کوئی چیز نہیں اتاری ان کا ایسے شخص سے انکار کرنا جو خدا کی طرف سے خبر لاتا ہے اس وجہ سے ہے کہ اکثر لوگ اپنے باپ دادا کی تقلید سے باہر نہیں آتے اور رسول کے ساتھ موافقت نہیں کرتے چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ہے'' وَ کَذٰلِکَ مَآ اَرْ سَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ قَرْ یَۃٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَا لَ مُتْرَ فُوْ ھَآ اِنَّا وَ جَدْ نَآ ا بَآ ءَ نَا عَلٰٓی اُ مَّۃٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓی اٰ ثٰرِ ھِمْ مُّقْتَدُ وْ نَ o (جز ۲۵،سورۃ زخرف، آیت ۲۴)'' ''اور اسی طرح ہم نے جو بھیجا تجھ سے پہلے کسی گاؤں میں ڈرانے والا تو وہاں کی عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے والوں نے یہی کہا کہ ہم نے پایا باپ دادا کو ایک طریقہ پر

اور ہم انھیں کی پیروی کررہے ہیں'' اور یہ خبراب تک اللہ تعالیٰ مالداروں اور دنیا کے پیشواؤں کے احوال کے متعلق دیتا ہے لیکن انبیاء کے ساتھ بدسلوکی اوران کوقتل کرتے اوران کو جھٹلانے کی شرارت دنیا کے پیشواؤں اور دنیا کے بڑے لوگوں سے جو جاہ وسلطنت میں ممتاز ہوئے ہیں انہی لوگوں سے پیدا ہوئی ہے چنانچہ خدائے پاک وبرتر نے فرمایا ''وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَۃٍ اَکٰبِرَ مُجْرِ مِیْھَا لِیَمْکُرُوْا فِیْھَا ط وَمَا یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِھِمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ہ (جز۸،سورۃ الانعام،آیت۱۲۳)'' ''اوراسی طرح ہم نے پیدا کئے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار تاکہ وہاں حیلے لایا کریں اور جو حیلے کرتے ہیں سووہ اپنے ہی حق میں کرتے ہیں و لیکن نہیں سمجھتے'' پس جان اے عزیز کہ جب مہدی علیہ السلام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں کے تابع ہیں تو بالضرور دنیا کے بڑے لوگوں کا گروہ بھی مہدی علیہ السلام کے ساتھ عداوت کرتا ہے اور مخالفت کرتا ہے چنانچہ محی الدین ابن عربیؒ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ امام مہدی نکلیں گے تو ان کے کھلے دشمن خاص کر عالموں کے سوائے کوئی اور نہ ہونگے کیونکہ عالموں کی حکومت باقی نہ رہے گی یہ بات مہدی علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے پس معلوم ہوا کہ جو شخص انبیاء کی پیروی کرے گا وہ شخص قیامت تک ہرگز مخلوق کی ایذا سے نہیں بچے گا اور سید محمدﷺ کے اصحاب بھی اسی گروہ سے ہیں کہ مصطفیٰﷺ کی پیروی کرتے ہیں پس بالضرور مخلوق ان کے ساتھ بھی مخالفت کرتی اوران کو تکلیف پہنچاتی ہے اور ناشائستہ صفات سے ان کو منسوب کرتی ہے چنانچہ مخالفوں میں سے ایک مخالف کہتا ہے کہ سید محمدؑ کے اصحاب تمام کتابوں کے منکر ہیں اور قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہیں اور کسب کو حرام جانتے ہیں، پورا کلمہ نہیں پڑھتے اور ان میں سے ہر ایک خدا کے دیدار کا دعویٰ کرتا ہے اور ناک کو خدا کے ذکر کا آلہ بنائے ہیں ان تمام باتوں کو انہوں نے سید محمدﷺ کے صحابہؓ کی طرف جو منسوب کیا ہے محض جھوٹ ہے کیونکہ صحابہؓ حق کے طالب ہیں اور حق کی طلب کے لئے تمام کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں جو بات کہ کتاب خدا اور احادیث رسولؐ کے موافق ان کتابوں میں پاتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں اور تفسیر بالرائے تو وہ ہوتی ہے کہ مفسر کو خدائے تعالیٰ سے علم حاصل نہ ہوا ہو بلکہ محض اپنی فکر سے تفسیر کرے اس حال میں کہ خود نفس اور خواہش نفسانی کے قید میں گرفتار ہے اور قران کی تفسیر اپنے حال کے موافق بیان کرتا ہے اور نیز جاننا چاہیئے کہ ہر چند آیات قران کے لئے شان نزول ہے لیکن قرآن کے معنی مطلق ہیں یعنی ہر ایک کے لئے قرآن قیامت تک اس کے دین پر حجت ہے اور حضرت سید محمدﷺ کے صحابہؓ بھی اپنے حال کو کتاب خدا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور قرآن کی پیروی کی جستجو کرتے ہیں اس کے بعد قرآن کا بیان کرتے ہیں اس طریقہ پر کہ وہ طریقہ نظم وعبارت قرآن سے زیادہ قریب اور زیادہ مناسب ہوتا ہے کیونکہ قرآن کے وجوہ بہت سے ہیں اور ہر شخص اپنے حوصلہ کے موافق سمجھتا ہے اور اسی سمجھ کے موافق بیان کرتا ہے اور سید محمدﷺ کے صحابہؓ بھی بیان کرتے ہیں اور یاھل الکتاب کی آیت میں اہل کتاب سے مراد علماء بنی اسرائیل اوران کے مانند لوگوں کو لیتے ہیں اور دوسرا جواب اس بات کا کہ کہتے ہیں کہ سید محمدﷺ کے صحابہ کسب کو حرام جانتے ہیں، یہ ہے کہ صحابہ کسب کو حرام نہیں جانتے لیکن اپنی جماعت کے درمیان کہتے ہیں کہ اللہ کے طالب کو چاہیئے جس کام میں مشغول ہو انصاف سے نظر کرے اگر وہ کام اللہ کے ذکر اور اللہ کی طرف توجہ کا

مانع ہوتا ہے تو اس کو چھوڑ دے اور اپنی ذات پر اس کو حرام قرار دے دے بلکہ اس کو اپنا بت سمجھے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز تجھے اللہ سے پھیرے وہ تیرا بت ہے یعنی پس وہ تیرا طاغوت ہے پس ہر چند کہ خرید وفروخت بیع مضاربہ مزدوریاں اور کسب شرع میں حلال ہیں اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو حلال کر کے اپنے دوستوں کو آزمایا ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کے حق میں قصہ جنگ بدر میں جہاں کہ کافروں کو شکست ہوئی اور مومنوں کو مالِ غنیمت ملا جو حلال طیّب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور تا کہ آزمائے مومنوں کو اچھا آزمانا اور جب آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ حلال طیّب مالِ غنیمت کے پہنچنے سے آزمائے گئے تو پھر دوسرے لوگ جو ان چیزوں میں مشغول ہوتے ہیں جو شرع میں حلال ہیں تو اس آزمائیش سے کس طرح بچ سکیں بلکہ بلا حسنہ (اچھی آزمائش) جو مراد کے موافق ہے، ان آزمائیشوں سے بڑی ہے جو مراد کے مخالف ہیں کیونکہ حلال سے درگذر کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے بلکہ یہ خاصہ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ اور آپ ﷺ کے بعض تابعین کا ہے کہ ماسوی اللہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اللہ کے سوائے کسی چیز میں مشغول نہیں ہوتے کیونکہ رزق زندگی آرام اور اقرار محبّ کیلئے محبوب کی طرف سے ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومنوں کو سوائے اللہ کے دیدار کے راحت نہیں جب محبّ کا حال یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے محبوب کے لئے پریشان اور سرگرداں رہتا ہے تو پھر وہ کس چیز میں کسی طرح مشغول ہوگا پس معلوم ہوا کہ مومن رزق کی طلب کیلئے اللہ کی حضوری چھوڑ کر کسی چیز میں مشغول نہیں ہوتا اور رسول کی صحبت سے باز نہیں آتا چنانچہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے ان لوگوں کے حق میں جو رزق کی طلب کے لئے اللہ کی حضوری اور رسول ﷺ کی صحبت سے باز رہے قولہ تعالیٰ ''اور جب یہ دیکھیں کچھ سودا بکتا یا تماشہ ہوتا تو چل دوڑیں اس کی جانب اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جائیں کہدے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تماشہ سے اور سودے سے اور اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے'' اور رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ رزاق کو طلب کر رزق کو طلب مت کر کیونکہ رزق تیرا طالب ہے اور رزاق تیرا مطلوب ہے پس کلام خدا اور قولِ رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ تمام مومنوں (تمام مقبل مومنوں) پر اللہ کی طلب فرض ہے رزق کی طلب فرض نہیں کیونکہ ان کو پیدا کرنے میں اللہ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ کی معرفت حاصل کریں اور اللہ کی عبادت کریں چنانچہ خدائے پاک وبرتر نے فرمایا ''وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَنِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (جز۲۸،سورۃ الجمعہ،آیت۱۱)'' ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (جز۲۷،سورۃ الذاریٰت،آیت۵۶)'' ''اور میں نے جو جنات اور انسان کو پیدا کیا ہے تو بس اس لئے کہ میری عبادت کریں''۔ پس جو شخص کہ اللہ کی بندگی کو اور اللہ کی معرفت کو پیٹھ کے پیچھے ڈالا ہو اور زندگانی کی طلب کو سامنے رکھا ہو تو اس کا کیا نام رکھیں گے اور اس کو کس وسیلہ سے پکاریں گے بالضرور وہ ان ہی لوگوں میں شمار ہوگا جنکے متعلق اللہ نے مصطفیٰ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا کہ ''چھوڑ دے ان کو کہ کھالیں اور نفع اٹھالیں اور ان کو غافل کئے ہے'' امید پھر آگے ان کو معلوم ہو ہی جائے گا جن لوگوں کے حق میں مصطفیٰ ﷺ کو ایسا حکم ہوتا ہے تو یہ لوگ کہاں اور اللہ کی معرفت و محبت کہاں کیونکہ یہ لوگ ارادہ کو دنیا سے ایسا وابستہ کر لئے ہیں اور دُنیا کو ایسا مضبوط پکڑے ہیں کہ ہرگز دنیا سے منہ نہیں پھیرتے اور

اللہ کی طرف رخ نہیں کرتے اور اللہ کی آیتوں میں ہرگز نظر نہیں کرتے کیونکہ یہ لوگ (دنیا کے طالب) اللہ کے دیدار کی بالکل اُمید نہیں رکھتے ہمارے دیدار کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر چین پکڑا اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ایسوں کا ٹھکانہ آگ ہے ان کرتوتوں کے بدلے جو کماتے تھے'' پس جو شخص ایسے لوگوں کے سامنے اللہ کے دیدار کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ کی معرفت ومحبت کی باتیں کرتا ہے تو ضرور ہے کہ یہ لوگ اس سے دشمنی اور مخالفت کریں گے بلکہ اس کو گمراہ اور دیوانہ کہیں گے چنانچہ فتوحات مکّی میں قصہ مہدی علیہ السلام کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ جب مہدی ﷺ ان کے مذہب کے خلاف حکم کرے گا تو وہ لوگ اس کو یقیناً گمراہ سمجھیں گے کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ اجتہاد کا زمانہ ختم ہو گیا اور ان کے اماموں کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں پایا جاتا جو اجتہاد کا درجہ رکھتا ہو اور جو شخص احکام شریعت کے موافق اللہ کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے تو ان کے پاس دیوانہ اور فاسد الخیال ہے وہ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے پس اے عزیز جان لے کہ جب مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہؓ اس قبیلہ سے ہیں کہ اللہ کے دیدار اور اللہ کی معرفت ومحبت کی باتیں کرتے ہیں تو بالضرور علماء زمانہ (طالبان دنیا) ان کو گمراہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اپنی جہالت کی وجہ سے ان سے دشمنی کرتے ہیں چنانچہ یہ مشہور ہے کہ آدمی دشمنی مول لیتا ہے اپنی جہالت کی وجہ سے اور جاہل آدمی اگر اللہ کے دیدار سے انکار کرتا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ بشر کا علم ہی خود حجاب ہوتا ہے (تو پھر جہل کیوں حجاب نہ ہوگا) چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علم اللہ کا بڑا حجاب ہے اور یہ حجاب دور نہیں ہوتا جب تک کہ بشر بشریت کی قید سے پوری طرح سے نکل نہ جاوے چنانچہ ایک عارف کہتا ہے۔

تو کہتا ہے علم اور عقل سے خدا کو تلاش کروں گا
تو نادیدہ شخص ہے میں تجھ کو کیا کہوں
جہاں اس دَم کی رسائی ہے
وہاں علم و عقل حجاب اعظم ہے
ایسا علم طلب کر جو تیرے ساتھ رہے
وہ دَم طلب کر جو تجھ کو تیری خودی سے بچائے
جب تک تو علم فریضہ و علم معرفت نہیں پڑھیگا
تحقیق اللہ کے صفات کو نہیں جانے گا۔

یعنی آدمی جب تک بشریت کے قید سے نہ نکل جائے اور آزاد نہ ہو جائے اور اللہ کے اخلاق پیدا کرو کی شان حاصل نہ کرے اللہ کی معرفت کے لائق نہ ہوگا چنانچہ ایک عارف کہتا ہے۔

مثنوی

اپنی ذات سے کوئی شخص خدا کو نہ پہچان سکا

اس کی ذات کو اسی سے پہچان سکتے ہیں
نفس عقل اور حواس کے باوجود
خدا شناس کیسے ہو سکتے ہیں

پس ان عارفوں کے اقوال سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدا کے دیدار اور خدا کی معرفت کو طلب کرے تو اس کو چاہیئے کہ خودی سے باہر آئے اور مرنے سے پہلے مرو کا رتبہ حاصل کرے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی مرنے تک اپنے رب کو نہیں دیکھے گا اور اجماع مشائخین کا ذکر جو کتاب تعریف میں لایا ہے کہ اللہ دنیا میں نہیں دیکھا جاتا اور کوئی مخلوق اس کو نہیں دیکھتی اس قول کو بعض نادان لوگ دیدار کے خلاف میں دلیل ٹھیراتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ قول طالبان حق کی ترغیب کے لئے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص خدا کو طلب کرے اور خدا کے دیدار کا طالب ہو تو اس کو چاہیئے کہ دُنیا اور اہل دُنیا سے ہٹ جائے بشریت کی صفت سے نکل جائے اور فنا کا مرتبہ حاصل کرے کہتے ہیں کہ ایک شخص مصطفیٰ ﷺ کے حضور میں آیا اور سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ دنیا کیا ہے؟ انحضور ﷺ نے فرمایا کہ تیری دنیا تیرا نفس ہے جب تو نفس کو فنا کردے گا تو اس کے لئے نہ دنیا رہتی ہے اور نہ اہل دنیا اور جب یہ حجاب (دنیا اور اہل دنیا) اٹھا دیئے جائیں تو پھر کوئی دوسری چیز دیدار خدا کی مانع نہیں چنانچہ خدائے پاک و برتر نے فرمایا ''فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (جز۱۶، سورۃ کھف، آیت ۱۱۰)'' ''تو جس کو امید ہو اپنے پروردگار کے دیدار کی تو چاہیئے کہ عمل صالح کرے (ترک دنیا کرے) نہ شریک کرے اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو''۔
جان اے عزیز کہ فنا اور عمل صالح کی کیفیت سے بعضے لوگ بے خبر ہیں اور اپنی بے خبری کی وجہ سے ان، اقوال کو جو رفع حجاب کے لئے آئے ہیں ان کو دیدار خدا کی نفی پر دلیل ٹھیراتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ محض خطا ہے کیونکہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ دنیا میں خدا کا دیدار جائز نہیں اور آخرت میں جائز ہے تو وہ شخص خدائے تعالیٰ کو عاجز ٹھہراتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کسی چیز کا اطلاق کسی وقت بھی جائز ہوتا ہے تو وہ تمام اوقات میں جائز ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی وصف حادث نہیں ہے اور تمام علماء اہل دین اور مشائخین صاحب یقین دنیا میں خدا کے دیدار کے جائز ہونے پر متفق ہیں اور اہل سنت والجماعات میں سے کوئی ایک بھی دنیا میں جواز رویت میں اختلاف نہیں کرتے بعض لوگوں کو وقوع میں اختلاف ہے اور ان میں سے اکثر مصطفے ﷺ کو شب معراج میں دیدار ہونے کی گواہی دیتے ہیں چنانچہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم محمد ﷺ نے اپنے رب کو اپنی دونوں انکھوں سے دیکھا اور نیز صاحب مغنی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہے کہ خلت ابراہیمؑ کے لئے ہو اور کلام موسیٰؑ کیلئے ہو اور دیدار محمد ﷺ کے لئے ہو اور تفسیر رحمانی میں آیت '' وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ (جز۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۳)'' ''(اور بے شک دیکھا محمد ﷺ نے خدا کو) کے بیان میں آیا ہے کہ یعنی دیکھا اپنے رب کو جس وقت کہ نزول ہوا''۔
اس کے نزول اول کے سوائے اور تفسیر ویلمی میں آیت ھٰذا ما کذب الفواد الخ (نہیں جھوٹ ملایا پیغمبر کے دل نے اس

معاملہ میں جو دیکھا) کے بیان میں لایا ہے کہ یعنی نہیں جُھٹلایا دل نے اور نہ انکار کیا اور نہ شک کیا اس میں جس کو دیکھا آپ ﷺ نے اور مشاہدہ کیا بصر سے اپنے رب کا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا پس جھگڑتے ہو تم اس سے اس پر جو دیکھا ہے محمد ﷺ اپنے رب کی ذات وصفات کو پس نہ شک کرو تم اس میں یہ رویت نبی ﷺ کی ہے کہ اپنے رب کو سر کی آنکھ سے دیکھا روبرو کا دیکھنا اور دیکھا اللہ کو دوسری مرتبہ اور خود مصطفیٰ بھی گواہی دیتے ہیں جہاں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا اور دوسری جگہ آنحضرت ﷺ نے ابوذرؓ سے فرمایا جب انھوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا تو آنحضو ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو دیکھتا ہوں صحابہؓ کے اقوال بھی رویت کی گواہی دیتے ہیں چنانچہ عمرؓ کا قول لایا گیا ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کسی چیز کو مگر اس حال میں کہ دیکھا میں نے اللہ کو اس میں اور علیؓ بھی فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کی قسم نہیں عبادت کی میں نے اپنے رب کی یہاں تک کہ نہیں دیکھا میں نے اس کو اور عبداللہ بن عمرؓ کے قصہ سے زاہدی میں لایا ہے کہ عبداللہ طواف گاہ میں ٹھیرے ہوئے تھے اور عثمانؓ ان پر سے گذرے اور سلام کیا عبداللہ نے جواب نہیں دیا عثمان گئے اور عمرؓ کے سامنے شکایت کی اور کہا کہ آپ کے فرزند عبداللہ کو میں نے سلام کیا انھوں نے جواب نہیں دیا عمرؓ نے اپنے فرزند پر عتاب کیا اور کہا کہ اے لڑکے تو نے عثمانؓ کی فضیلت نہ پہچانی اور اس کے سلام کا جواب نہیں دیا، عبداللہ نے عذر خواہی کی اور کہا کہ ہم اس وقت خدا کو دیکھ رہے تھے اور ہم باہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے میں خدا کو دیکھ رہا تھا اور خدا مجھ کو دیکھ رہا تھا اور میں اس وقت اپنی خودی سے اور ان کے سلام سے بے خبر تھا اور اکثر قرآن کی آیتیں بھی اسی معنی پر دلالت کرتی ہیں اور اسی کے موافق ہے چنانچہ حق سبحانہ، وتعالیٰ نے فرمایا ہے ''**فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا** (جز۹،سورۃ الاعراف آیت۱۴۳)'' ''پھر جب تجلّی کی اس کے پروردگار پہاڑ پر کر دیا اس کو ریزہ اور گر پڑا موسیٰ بیہوش'' اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں نص ہے اور ان ہی وجوہ سے دیدار کے منکروں کی جہالت ظاہر ہو جاتی ہے اور امام زاہد نے اپنی تفسیر میں لایا ہے کہ بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ دنیا میں اللہ کا دیدار محالات سے ہے جائزات سے نہیں ہے ان کا یہ کہنا خطا ہے اسلئے کہ موسیٰ نے دنیا میں دیدار کا سوال کیا گر دنیا میں دیدار ہونا محالات سے ہوتا تو (یہ ماننا پڑے گا کہ) موسیٰ نے کلیم اللہ، حبیب اللہ اور عبداللہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے امر محال کا سوال کیا اور ہم موسیٰ کے متعلق ایسی بدگمانی نہیں کرتے اور نہ ہم کسی نبی کے متعلق ایسا گمان کرتے اور بعض علماء نے۔۔۔''**كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ** ه (جز۲۷،سورۂ رحمٰن، آیت۲۶)'' (جو زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے) کی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ دار دنیا میں دیدار جائز نہیں یہ بھی انکی غلطی، کیونکہ موسیٰ کو اپنی موت کا یقین تھا اس کے باوجود موسیٰ نے دارِ دُنیا میں دیدار کا سوال کیا تو پھر دنیا میں دیدار جائز ہوا صاحب مدارک نے اپنی تفسیر میں **لن ترانی** کی آیت کے بیان میں لایا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اے موسیٰ تم سوال کر کے فانی آنکھ سے مجھے ہرگز نہ دیکھو گے بلکہ ہمارے فضل و عطا سے تم اپنی چشم باقی سے ہم کو دیکھو گے۔ ہماری دلیل بھی یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ہرگز نہیں دیکھا جاوں کہ البتہ جواز دیدار کی نفی ہو جاتی اے عزیز جان کہ علماء اور مشائخین بھی دیدار کے جائز ہونے کی گواہی دے رہے ہیں اور آنحضرت ﷺ

کے بعضے صحابہ بھی آنحضرت ﷺ سے دیدار کے جواز کی روایت کررہے ہیں پس جو شخص کہ دیدار سے انکار کرے گا اور کہے گا کہ دنیا میں ہرگز دیدار جائز نہیں تو اس کا حال کیا ہوگا اور اس کا نام کیا رکھیں گے اور کس زمرہ میں اس کا شمار کریں گے۔ بالضرور اس کا شمار اس زمرہ میں ہوگا جن کے احوال کی خبر خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام میں دی ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ''قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ط حَتّٰی اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا (جز ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۱)'' ''وہ لوگ نقصان میں رہے جنھوں نے جھوٹ جانا اللہ کے دیدار کو یہاں تک کہ جب ایک دن ان پر قیامت آپہنچے گی تو چلاّ اٹھیں گے کہ ہائے افسوس ہماری اس کوتاہی پر جو ہم نے قیامت کے بارے میں کی ہے'' اس کے علاوہ قرآن میں اور بہت سی آیتیں ہیں جو منکران دیدار کو دھمکی دینے پر گواہی دے رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط اَوَ لَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ o اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ط اَلَآ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ o (جز ۲۵، سورہ حٰمٓ السَّجْدَة، آیت ۵۳، ۵۴)'' ''عنقریب ہم ان کو دکھلائیں گے اپنی نشانیاں دنیا کے اطراف میں اور ان کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ یہ برحق ہے کیا یہ کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر چیز پر مطلع ہے آگاہ ہو کہ یہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں اپنے پروردگار کے دیدار سے آگاہ ہو کہ بے شک اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے'' پس اے عزیز جان کہ جو شخص دنیا کو اپنا گھر اور اپنی پناہ کی جگہ بنایا ہو اور خدائے تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبت سے و معرفت سے منہ پھیر لیا ہو اور اس کی معلومات کی انتہا اس درجہ پر پہنچی ہو کہ اس کے ہر قول و فعل کا مقصد صرف دنیا ہو تو ناچار ایسے ہی شخص کے حق میں (اپنے حبیب کو) خدا کا فرمان ہوتا ہے ''فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا وَ لَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا o ذٰلِکَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ط (جز ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۳۰)'' ''پس تو اس سے منھ پھیر لے جو ہمارے ذکر سے منھ پھیر لیا اور نہ طلب کرے مگر دنیا کی زندگی یہیں تک ان کے علم کی رسائی ہے''۔ نصاب الاخبار میں لایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آدمیوں میں بڑا شریر آدمی کون ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عالم جب فساد کرنے لگے عالم کا فساد یہ ہے کہ علم کے ذریعہ سے مال و دولت اور مرتبہ و منزلت حاصل کرے چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے ''فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْکِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی وَ یَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا وَ اِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ ط (جز ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۶۹)'' ''پھر آئے ان کے بعد ایسے ناخلف کہ وارث بنے کتاب کے لیتے ہیں اسباب اس دنیائے دوں کا اور کہتے ہیں کہ ہم کو معاف ہو جائے گا اور اگر ان کے سامنے آوے کوئی دنیاوی چیز اس جیسی تو اس کو لے لیں'' جن لوگوں کے حق میں خدا اور رسول خدا ﷺ ایسی خبر دیتے ہیں تو پھر ایسے شخص کو پیغمبروں خدا کی کتاب اور مہدی علیہ السلام کے ساتھ کیا غرض باقی رہ جاتی ہے کیونکہ تمام پیغمبر اور ان کے تمام تابعین اللہ کی توحید اور اللہ کی معرفت و محبت کی باتیں کرتے ہیں اور دنیا سے ہٹاتے ہیں اور خدا کی عبادت اور اطاعت کی ترغیب دیتے ہیں تو یہ باتیں ان لوگوں کی (طالبان دنیا کی) خواہش نفسانی کی مخالف ہوتی ہیں تو یہ لوگ بالضرور پیغمبروں اور ان کے تابعین کو جھوٹے کہتے

ہیں اوران کوقتل کر دیتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''پس کیا جب کبھی لائے تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم کہ پسند نہ کرتے تھے تمہارے نفس تو تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کوقتل کر ڈالتے تھے'' اور چونکہ مہدی علیہ السلام رسول ﷺ کے تابع ہیں اور اللہ کی توحید اور اللہ کی معرفت ومحبت کی بات کہتے ہیں اور مخلوق کو خدا کی طرف بلاتے ہیں اور تمام اہل دنیا سے ہٹاتے تو مہدی علیہ السلام کو بھی جھوٹے بولنا طالبان دنیا کے لئے ضرور ہوا اور مہدی علیہ السلام کے حق ہونے کے بارے میں ایسا ہی اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ مصطفےٰ ﷺ کے حق ہونے کے بارے میں اختلاف کئے اور یہ کہا کہ یہ محمد ﷺ وہ نہیں ہیں جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب میں دی ہے اور آپ کے پیش کئے ہوئے کلام اللہ کو اساطر الاولین (اگلے لوگوں کی کہانیاں) کہتے تھے کبھی آپ ﷺ کو جادوگر کہتے تھے اور کبھی شاعر اور کبھی مفتری اور کبھی دیوانہ، اسی طرح کی بہت سی ناشائستہ صفتوں سے مصطفےٰ ﷺ کو منسوب کرتے تھے اور آپ سے کج بحثی کرتے اور کہتے تھے کہ ہم تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تو اپنی نبوت پر دلیل پیش نہیں کرے گا اور ہم کونشان نہ بتائے گا باوجود اس کے کہ نبوت کی تمام دلیلیں آپ ﷺ کی ذات اقدس میں ثابت تھیں اور یہ لوگ نہ پہچاننے کی وجہ سے انکار کر رہے تھے اور جو دلیلیں نبوت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں یہ ہیں کہ علماء سلف نے کہا ہے کہ بنی آدم کی نبوت کے طریق معرفت میں علماء کو اختلاف ہے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ معجزات کا ظہور باعث معرفت ہوتا ہے اور اہل دل اصحاب کی ایک جماعت کہتی ہے کہ نبی ﷺ کا حال خود نبی ﷺ کی نبوت کا گواہ ہوتا ہے اور یہ حال دو چیزوں میں منحصر ہے پہلی چیز مخلوق کو خالق کی اطاعت و معرفت کی ترغیب دینا اور دوسری چیز مخلوق کو دُنیا کی طلب سے ہٹانا ہے یہ دونوں صفتیں ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں پائیں کیونکہ (آپ ﷺ کا پورا مقصد یہی تھا کہ مخلوق کو غیر خدا کی خدمت چھڑا کر خُدا کی خدمت میں لگا دینا) اور کبھی آپ ﷺ نے دنیا اور لذات وشہوات کی طرف توجہ نہیں کی پس آپکا حال آپ ﷺ کی پیغمبری کی صداقت پر دلیل ہے اور چونکہ مہدی علیہ السلام مصطفےٰ ﷺ کے تابع تام ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا پس مہدی علیہ السلام کی مہدیت کے لئے یہی دلیل کافی ہے اور یہ علامت مسلمانوں کی ایک جماعت نے آپکی ذات میں پائی اور تحقیق کی اور احادیث سے دوسرے دلائل بھی ثابت ہوئے ہیں چنانچہ بخاری و مسلم میں اور مصابح مشارق اور قرطبی میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا روشن پیشانی والا اونچی ناک والا اور پیوستہ ابرو والا اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ (مہدیؑ) میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ راضی ہو جائیں گے اس سے (مہدیؑ سے) زمین اور آسمان کے رہنے والے اور نہیں چھوڑے گا آسمان اپنی بارشوں میں سے کسی چیز کومگر اس کو برسادے گا اور نہیں چھوڑے گی زمین اپنی نباتات میں سے کسی چیز کومگر اس کو اگادے گی یہاں تک کہ آرزو کریں گے زندے مُردوں کی اور علماء اہل تحقیق نے اس حدیث کی شرح یوں کی ہے کہ آپ کے (مہدیؑ کے) حسن اخلاق سے تمام فرشتے پریاں اور آدمیاں راضی ہو جائیں گے اور نہیں چھوڑے گا آسمان اپنی بارشوں میں سے کسی چیز کومگر اس کو برسادے گا اور نہیں چھوڑے گی زمین اپنی نباتات میں سے کسی چیز کومگر اس کو اگادے گی یہاں تک کہ آرزو کریں گے زندے

مردوں کی یعنی آپ کے زمانے میں آسمان اورزمین سے تمام رحمت کے دروازے اللہ تعالیٰ کھول دے گا اور صلاحیت رکھنے والوں کے دلوں پر اللہ کے فیض کی کامل بارش ہوگی اوران کے دلوں میں اللہ کی توحید ومعرفت کے جتنے بھی تخم ہوں گے وہ سب اگیں گے اور حیات کا اثر ان کی ذاتوں میں پیدا ہوگا یہاں تک کہ وہ آرزو کریں گے کہ کاش اس زمانہ میں ہمارے مردے زندہ ہوتے اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ امّت پر ایک آرائش ہوگی یہاں تک کہ کسی کو کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی جس میں وہ پناہ لے پس (اس خطرناک حالت کو دور کرنے کے لئے) اللہ تعالیٰ میری اہل بیت سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا اس کا نام میرا نام ہوگا اور نبی صلعم نے فرمایا میری اُمّت کیسے ہلاک ہوگی کہ میں اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخر میں ہیں اور میری اہل بیت سے مہدیؑ اس کے درمیان ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا ختم ہوکر ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کرے گا کہ میری آل میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا پس وزمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا جیسا کہ وہ جوروظلم سے بھری گئی تھی نبی صلعم نے فرمایا سنوائے لوگو میں تمہارے ہی جیسا بشر ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد آئے اور میں اس کی دعوت کو قبول کروں (میری رحلت قریب ہے اور میں تم میں دو بڑی بھاری چیزوں کو چھوڑ کر جارہا ہوں) ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں نور اور ہدایت ہے پس تم خدا کی کتاب کو لو اوراس کو مضبوط پکڑے رہو اور دوسری میری اہل بیت (میں اپنی اہل بیت میں تم کو اللہ کو یاد دلاتا ہوں) اور نیز حضرت مصطفےٰ ﷺ نے ابوذرؓ سے فرمایا ہے کہ مسکین ابوذرؓ تنہا چل رہا ہے اور اللہ آسمان میں تنہا ہے اور ابوذر زمین میں تنہا ہے ابوذر تنہا کے لئے تنہا ہوجا بے شک اللہ جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوذر کیا تو جانتا ہے کہ میرا غم اور میری فکر کیا ہے اور مجھے کس بات کا شوق ہے تو آپؐ کے اصحابؓ نے کہا کہ یارسول اللہ آپؐ ہم کو بتائیے کہ آپ ﷺ کو کیا غم اور کیا فکر ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آہ میرے بھائیوں کی ملاقات کا شوق ہے تو آپ ﷺ کے اصحابؓ نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے بھائی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اصحاب ہو اور وہ میرے بھائی ہیں جو میرے بعد ہونے والے ہیں ان کی شان انبیاء کی شان جیسی ہوگی اور وہ اللہ کے پاس شہیدوں کے مرتبہ میں ہوں گے خدا کی خوشنودی کے لئے وہ اپنے ماں باپ بھائی بہن اور بچوں سے بھاگیں گے اور وہ خدائے تعالیٰ کے لئے مال ودولت کو ترک کردیں گے اوران کی تواضع ایسی ہوگی کہ اپنی ذاتوں کو حقیر سمجھیں گے شہوتوں اور دنیا کی فضول باتوں کی رغبت نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں کسی ایک گھر میں جمع رہیں گے اللہ کی محبت کی وجہ سے غمگین اور رنجیدہ رہیں گے ان کے دل اللہ کی طرف لگے رہیں گے اوران کا رزق اللہ کی جانب سے ہوگا، اوران کا سارا کام خاص اللہ کے لئے ہوگا ان میں سے کوئی ایک بیمار ہوگا تو اللہ کے پاس اس کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے افضل ہوگی ائے ابوذرؓ اگر تو چاہتا ہے تو میں اور بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی مرے گا تو اس کی موت آسمان میں رہنے والوں کی موت کے مانند ہوگی کیوں کہ اللہ کے پاس ان کی بزرگی ایسی ہی ہے ائے ابوذرؓ اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔ ابوذرؓ نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں سے کسی ایک کے کپڑے میں سے کوئی

جوں اس کو کاٹے تو اللہ کے پاس سترحج اور غزووں کا ثواب ملے گا۔اور اولاد اسمعیلؑ کے چالیس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ان میں سے ہر ایک بارہ ہزار کے مقابلہ کا ہوگا۔اے ابوذرؓ اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ، رسول اللہؐ نے فرمایا ان میں سے ایک اپنے اہل وعیال کو یاد کرے گا پھر غمگین ہوگا تو اس کی ہر سانس کے عوض ہزار ہزار درجہ ملیں گے رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔ابوذرؓ نے فرمایا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں کا ایک اپنے اصحاب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے گا تو وہ اللہ کے پاس اس آدمی سے افضل ہے جو نوح علیہ السلام کی عمر ہزار سال پا کر کوہ لبنان میں اللہ کی عبادت کرتا ہو رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انمیں سے ایک تسبیح پڑھے گا تو بہتر ہے اس کے لئے قیامت کے دن اس بات سے کہ اس کے ساتھ دنیا کے پہاڑ سونا بن کر چلیں رسول ﷺ نے فرمایا اے ابوذرؓ اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں میں سے کسی ایک کے گھر کی طرف ایک نظر بھی دیکھے گا تو وہ اللہ کے پاس بیت اللہ کو دیکھنے سے زیادہ محبوب ہوگا اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو دیکھے گا تو گویا وہ اللہ کو دیکھ رہا ہوگا اور جو شخص ان میں سے ایک کی ستر پوشی کرے گا تو گویا اس نے اللہ کی ستر پوشی کی اور اگر ان میں سے کسی ایک کو کھانا کھلائیگا تو گویا اس نے اللہ کو کھانا کھلا یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذرؓ اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے پاس اگر ایسے لوگ بیٹھیں گے جو بار بار گناہ کئے ہوں اور گناہوں سے بھرے ہوئے ہوں گے جب وہ انکے پاس سے اٹھنے لگیں گے تو اللہ ان کو نظر رحمت سے دیکھے گا اور اللہ کے پاس ان کی کرامت کی وجہ سے ان بیٹھنے والوں کے گناہوں کو اللہ معاف کردے گا اے ابوذرؓ ان کا ہنسنا عبادت ہے اور ان کی خوش طبعی تسبیح ہے اور ان کی نیند زکوۃ ہے اللہ تعالیٰ ہر روز ان کو ستر دفعہ نظر رحمت سے دیکھتا ہے اے ابوذرؓ میں ان کے دیدار کا مشتاق ہوں پھر تھوڑی دیر تک اپنے سر کو رسول اللہ ﷺ نے جھکا لیا پھر اپنا سر اٹھایا اور روئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ہر دو چشم مبارک سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا کہ مجھے ان کے دیدار کا کیا ہی شوق ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ ان کی حفاظت کر اور ان کے مخالفین کے مقابلہ میں ان کی مدد فرما اور قیامت کے دن ان کی مدد فرما اور قیامت کے دن ان کے دیدار سے میری آنکھ ٹھنڈی کر اور آپ ﷺ نے یہ آیت شریفہ پڑھی ''سنو بیشک اللہ کے اولیاء نہ ان کو کسی کا ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں'' اور یہ حدیثیں مہدی علیہ السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں علماء سلف نے ان احادیث کو تواتر کے درجہ میں رکھا ہے چنانچہ قرطبی میں لایا ہے کہ نبی ﷺ سے مہدی علیہ السلام کے حق میں جو حدیثیں مروی ہیں حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور ان کے راوی بکثرت ہیں۔اور بعض حدیثیں جو باہم متعارض ہیں علماء سلف نے ان کی تطبیق اس طرح دی ہے کہ مہدی علیہ السلام کا آنا حق ہے اور علامتوں میں اختلاف ہے چنانچہ شعب الایمان میں کہا ہے کہ لوگوں کو مہدی علیہ السلام کے امر میں اختلاف ہے اور ایک جماعت نے توقف کیا ہے اور علم حقیقی کا حوالہ

عالم حقیقی حق تعالیٰ کی طرف کیا ہے اور یہ اعتقاد رکھا ہے کہ مہدی علیہ السلام فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے ایک ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گا اور شرح مقاصد میں کہا ہے کہ علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ مہدی علیہ السلام اولاد فاطمہؓ میں سے امام عادل ہے اللہ جب چاہے گا اس کو پیدا کریگا اور اپنے دین کی نصرت کے لئے اس کو مبعوث کرے گا۔ اور دوسری بہت سی روایتیں ہیں چنانچہ فتوحات میں کہتا ہیکہ سنو بے شک خاتم الاولیاء موجود ہونے والا ہے جب کہ امام العارفین کا وجود نہیں رہے گا۔ وہ سید مہدیؑ ہے جو آل احمدؐ سے ہوگا وہ ہندی تلوار ہے جس وقت کہ وہ مٹائے گا بدعتوں کو اور گمراہیوں کو وہ آفتاب ہے جو ہر تاریکی اور اندھیرے کو دور کر دیتا ہے وہ موٹے بوندوں والی موسمی بارش ہے اپنی فیض رسانی میں اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا ہے کہ اے میرے عزیز بیٹے جب ترک حملہ کریں تو مہدی علیہ السلام کا انتظار کر مہدیؑ صاحب حکومت ہوگا اور انصاف کریگا اور آل ہاشم میں سے سلاطین زمین ذلیل ہو جائیں گے اور بیعت کیا جائے گا ان میں سے وہ شخص جو کمزور اور کم طاقت ہوگا بچوں میں سے ایک بچہ ہوگا اور وہ صاحب الرائے نہیں ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی کوشش ہوگی اور نہ وہ صاحب عقل ہوگا اور پھر تم میں سے ایک حق کو قائم کرنے والا قائم ہوگا۔ اور حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے گا اور حق پر عمل کرے گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا ہم نام ہوگا میری جان اس پر فدا ہو، اے میرے بچو! تم اس کو مت چھوڑو اور اس سے بیعت کرنے جلدی کرو اور یہ اوصاف جو ان احادیث اور روایات میں ثابت ہوئے ہیں سید محمد مہدیؑ کی ذات میں پیدا ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ اللہ کا مقصود مہدیؑ کے بھیجنے میں یہ ہے کہ دین خدا کی نصرت کرے اور اس ذات کے واسطے لوگ اللہ کی توحید اور اللہ کی معرفت حاصل کریں پس دوسری علامتیں جن میں اختلاف ہے وہ مقصود [1] کے خلاف ہیں اگر وہ مہدیؑ میں نہ پائی جائیں اور محض ان علامتوں کی وجہ سے اگر کوئی شخص اس ذات کو دروغ گو کہے اور اس سے مخالفت کرے تو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے کیونکہ مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ کرتا ہوں اور جو کچھ کہتا ہوں بذریعہ اس چیز کے ہے جو مجھ کو خدا سے پہنچتی ہے اور اس دعویٰ کے ثبوت پر کتاب خدا سے دلیل لائی ہے اور یہ دو حال سے خالی نہیں ہے۔ یا وہ سچ کہہ رہے ہیں یا جھوٹ کہہ رہے ہیں تو اس کا بوجھ اور نقصان ان کی ذات پر ہے کہ زیادہ ظالم ہیں اور اگر یہ سچ کہہ رہے تو نقصان اور بوجھ جھٹلانے والوں پر ہے کہ یہ لوگ زیادہ ظالم ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (جز ۱۱، سورہ یونس آیت ۱۷)" "اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو بے شک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَ اِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ ج وَ اِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ؕ (جز ۲۴، سورۃ المومن، آیت ۲۸)" "اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اسی پر پڑے گا اس کے جھوٹ کا وبال اور اگر سچا ہے تو تم پر آ پڑے گا اس کے اس (عذاب) میں سے جس کا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے" اور اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دل کی تسلی اور ترغیب کے لئے بھیجا ہے کیونکہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول کو بھیجا ہے تو اہل زمانہ نے اختلاف کیا اور جھٹلانے والوں نے مومنوں پر طعنہ زنی کی اور مخالفت کی اور کہا کہ کس لئے جھوٹے کی بات پر اعتماد کرتے ہو ہلاک ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ

[1] مقصود کے خلاف ہیں یعنی اللہ کی توحید اور اللہ کی معرفت کی دعوت کے خلاف ہے

نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ خدا کا احسان صادقوں پر جو خدا کے لئے خدا کے رسول کے فرماں بردار ہوئے اوراس کے جھوٹ کا نقصان ان پر عائد نہیں ہوتا ہے اگر خدا کا رسول اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو خدا کی نعمت کے وعدے صادقوں کے لئے ہیں پس طالبان حق اور صاحبان عقل کے لئے اسی قدر کافی ہے اللہ تعالیٰ نے صاحبان عقل کے احوال سے اپنے کلام میں خبر دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے ہمارے رب ہم نے سنا ایک منادی کو کہ ندا کرتا ہے ایمان کی ایمان لاؤ تم اپنے رب پر تو ہم ایمان لائے'' مہدی علیہ السلام بھی منادیوں کے منجملہ ایک منادی ہے اور یہی ندا کرتا ہے کہ تم ایمان لاؤ اپنے پروردگار پر اور جب اصحاب عقل نے مہدی علیہ السلام کی یہ ندا سُنی تو دیکھا کہ مخبر صادق ہے اوراس کی ندا حق ہے پس فوراً مطیع ومنقاد ہوگئے اور کہا کہ ہم ایمان لائے پس جان اے عزیز جس کو اللہ تعالیٰ اس دعویٰ مہدیت کا اہل بنایا ہو اوراس کے اقوال وافعال اس کے کمال پر دلالت کرتے ہوں تو یہی بات اس کی تصدیق واجب کرنے والی ہے جو اس کی ذات میں پائی جارہی ہے اس کے تمام احوال وافعال خدا کی کتاب اوراس کے رسول ﷺ کے ساتھ موافق ہیں پس جو شخص کہ حسد وعناد کی وجہ سے ایسی ذات سے دشمنی اور مخالفت کرے گا تو وہ شخص کتاب خدا اور رسولِ خدا ﷺ کا مخالف ہوگا اور علماء سلف کے اجتماع سے باہر ہوجائیگا۔ کیونکہ سلف کا اتفاق اس بات پر ہے کہ جو حکم کتاب وسنت سے ثابت ہوا ہو وہ تصدیق کو واجب کرنے والا ہوتا ہے ایمان کے بارے میں علماء سلف نے اس طرح گفتگو کی ہے۔

مقصد ثانی: اس باب میں کہ ایمان کیا بڑھتا اور گھٹتا ہے اس کو ایک جماعت نے ثابت کیا ہے اور دوسروں نے اس کی نفی کی ہے امام رازی اور بہت سے متکلمین نے کہا ہے کہ یہ بحث لفظی ہے کیونکہ یہ تفسیر ایمان کی فرع ہے اگر ہم ایمان کی یہ تعریف کریں کہ وہ تصدیق ہے تو ایمان گھٹنے اور بڑھنے کو قبول نہیں کرتا کیونکہ واجب وہ یقین ہی ہے اوراس میں کمی وبیشی کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے نہ اس کی ذات کے اعتبار سے اور نہ اس کے متعلق کے اعتبار سے اس لئے نہیں کہ کمی بیشی نقیض [۱] کے احتمال کو کہتے ہیں اور وہ یعنی احتمال اگر چہ کہ بعید ترین وجہ کے ساتھ ہو یقین کے منافی ہے اور یقین کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا اور بہ اعتبار متعلق اس لئے نہیں کہ تمام وہ چیزیں ہیں جو بالضرورت مانی گئی ہیں رسولؐ لانے سے اور جمیع من حیث ہو جمیع اس میں تعدد کا تصور نہیں ہوسکتا اور اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اعمال کا نام ہوگا یا اعمال وتصدیق کا نام ہوگا پس ایمان دونوں کو قبول کرے گا اور یہ ظاہر ہے اور حق یہ ہے کہ تصدیق، زیادتی اور کمی کو قبول کرتی ہے دونوں وجہوں سے یعنی ذات کے اعتبار سے اس لئے کہ وہ قوت اور ضعف کو قبول کرتی ہے کیونکہ تصدیق کیفیات نفسانیہ میں سے ہے جو قوت اور ضعف کے اعتبار سے تفاوت رکھنے والی ہے تمہارا یہ کہنا کہ واجب وہی یقین ہے اور تفاوت نہیں ہوتا ہے مگر احتمال نقیض سے تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ تفاوت فقط اس احتمال کی وجہ سے ہے کیونکہ جائز ہے کہ

---

[۱] کیونکہ گھٹنا اور بڑھنا دونوا کدوسرے کی نقیض ہیں پس جتنا گھٹ سکتا ہے اتنا ہی بڑھ سکتا ہے پس یہی معنی احتمال نقیص کے ہیں۔

[۲] قوت وضعف اور کمی وزیادتی میں بہت بڑا فرق ہے۔ قوت وضعف علی سبیل ا لمتبادل ایک موضوع پر وارد ہوسکتے اور زیادتی وکمی باہم نقیض ہونے کے اعتبار سے ایک موضوع پر وارد نہیں ہوسکتے۔ [۳] وہ بات یعنی تفاوت

قوت ۲ وضعف سے ہو بغیر احتمال نقیض کے پھر وہ بات ۳ جس کا تم نے ذکر کیا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ نبی ﷺ اور اُمتی کا ایمان ایک ہو جائے اور یہ بات اجماعاً باطل ہے اور وہ قول جس کا تم نے ذکر کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ مساوات مذکورہ کا مقتضی ہے اور ابراہیمؑ کا قول جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے تمہارا قول اس کے خلاف پڑتا ہے۔ وَلکن لیطمئن قلبی۔۔۔لیکن تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے پس یہ آیت شریفہ تصدیق یقینی کے زیادتی کو قبول کرنے پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ اس کے پہلے ہم نے اس کو ثابت کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ظن غالب جس کے ساتھ نقیض کا احتمال دل میں نہیں گذرتا ہے اس کے ایمان حقیقی ہونے کے اعتبا سے اس کا حکم بھی یقین کا حکم ہے کیونکہ اکثر عام لوگوں کا ایمان اسی قبیل سے ہوتا ہے اور اس بنا پر تصدیق ایمانی کھلم کھلا طور پر زیادتی کے قائل ہو جائے گی۔ ہاں باعتبار متعلق تو اس صورت میں بھی تمہارا قول صحیح نہیں ہے کیونکہ تصدیق تفصیلی کہی جاتی ہے افراد ۱ پر اس چیز کے جس کے ذریعہ اس کا آنا معلوم ہوا ہو اس حال میں کہ وہ ۲ ایمان کا جز ہوتی ہے اور اس پر ثواب دیا جاتا ہے تصدیق اجمالی کے ثواب کے ساتھ مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کو رسول ﷺ نے لایا ہے وہ متعدد ہیں اور تصدیق اجمالی میں داخل ہیں جب ان میں سے ایک فرد معلوم ہو گیا خاص طور پر اس کی تصدیق کر لی گئی تو یہ تصدیق زیادہ ہوتی ہے اس تصدیق مجمل کی اور ایمان کا جز ہوتی ہے اور اس بات میں شک نہیں ہے کہ تصدیقات تفصیلی زیادتی کو قبول کرتے ہیں پس اسی طرح ایمان بھی زیادتی کو قبول کرتا ہے اور قرآن کی آیتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر آیتیں اس کی تو بڑھا دیتی ہیں انکے ایمان کو'' یہ آیت شریفہ ایمان کی زیادتی اور کمی کے قبول کرنے پر دلالت کرتی ہے وجہ ثانی ۳ کے ساتھ جیسا کہ فرمان خدا ''ولکن لیطمئن قلبی'' دلالت کرتی ہے ضعف وقوت کے قبول کرنے پر وجہ اول ۴ کے ساتھ اور موافق ہے اس کی شرح کے ساتھ لیکن اعمال یعنی طاعتیں فی نفسہا بڑھتی ہیں اور ایمان نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے تو اس کے جواب کیلئے چند مقامات ہیں ان کے سمجھنے کی ضرورت ہے پہلا مقام یہ ہے کہ اعمال دین میں داخل نہیں ہیں جیسا کہ گذرا کیونکہ ایمان کی حقیقت تصدیق ہے اور اس وجہ سے بھی کہ کتاب وسنت میں ایمان معطوف علیہ اور عمل صالح۔ معطوف آیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''انّ الذین امنو واعملو الصالحت (جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے)'' اس قطعیت کے ساتھ کہ معطوف اور معطوف علیہ مغائر ہوتے ہیں، اور معطوف، معطوف علیہ میں داخل نہیں ہوتا اور نیز ایمان کو صحت اعمال کی شرط قرار دیا گیا ہے اور شرط اپنے مشروط سے الگ ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے ''ومن یعمل من الصالحت وھو مومن'' (اور جو شخص عمل صالح کرتا ہے درآنحالیکہ وہ مومن ہے)، اس آیت شریفہ میں قطعیت اس بات کی ہے کہ مشروط داخل شرط نہیں ہوتا کیونکہ کوئی چیز اپنے نفس کی شرط نہیں بن سکتی اور نیز بعض اعمال کے تارکین کے لئے اثبات ایمان بھی آیا ہے حسب بیان سابق جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وان طایفتان من

---

۱ مثلاً قیامت کی تصدیق فرشتوں کی تصدیق وغیرہ یہ افراد ہیں ہر ایک کی تصدیق جز وایمان ہے جس کی تصدیق کرے گا اس قدر ایمان ہوگا اور دوسرے واجب التصدیق کی تصدیق نہ کرنے سے گھٹے گا۔

۲ وہ یعنی مجی۔ ۳ وجہ ثانی یعنی حسب متعلق۔ ۴ وجہ اول یعنی بحسب الذات

المومنین اقتتلوا (اگر دو جماعتیں مومنین کی آپس میں قتال کریں)'' تو اس میں قطعیت اس بات کی ہے کہ ان کا ایمان ثابت ہے کیونکہ کوئی چیز بغیر اپنے رکن کے ثابت نہیں ہوتی اور پوشیدہ نہ رہے کہ یہ وجوہ انہی لوگوں کے مقابلہ میں حُجّت ہو سکتے ہیں جو طاعتوں کو حقیقت ایمان کا رکن قرار دیتے ہیں اس حیثیت سے کہ تارکین اعمال ان کے پاس مومن نہیں ہوتے جیسا کہ معتزلہ کی رائے ہے نہ کہ ان لوگوں کے مقابلہ میں حجت ہوتے ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ اعمال ایمان کامل کا رکن ہیں اس حیثیت سے کہ تارک اعمال حقیقت ایمان سے خارج نہیں ہوتا ہے جیسا کہ مذہب امام شافعی کا ہے اور اس کے پہلے معتزلہ کے دلائل معہ جوابات کے گذر چکے ہیں مقام ثانی یہ ہے کہ ایمان کی حقیقت نہ گھٹتی ہے اور نہ بڑھتی ہے کیونکہ پہلے گذر چکا ہے کہ تصدیق قلبی وہ ہے جو جزم واذعاں کی حد کو پہنچتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ اس میں زیادتی اور نقصان کا تصور نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ جس کو حقیقت تصدیق حاصل ہو جاتی ہے تو خواہ وہ طاعت کرے یا معاصی کا ارتکاب کرے اس کی تصدیق علیٰ حالہ باقی رہتی ہے اس میں بالکل تغیر نہیں ہوتا اور آیتیں جو ایمان کی زیادتی پر دلالت کرتی ہیں وہ محمول ہیں اس بات کے کہ جس کا ذکر کیا ہے ابوحنیفہؒ نے کہ لوگ ایمان لائے تھے فی الجملہ پھر آتا تھا ایک فرض ایک فرض کے بعد پس وہ ایمان لاتے تھے ہر فرض خاص پر اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ایمان زیادہ ہوتا تھا زیادتی سے اس چیز کی جس سے ایمان واجب ہوتا ہے اور یہ چیز نبیؑ کے زمانہ کے بعد متصور نہیں ہوسکتی اور اس مقام میں نظر ہے کیونکہ تفاصیل فرائض پر مطلع ہونا نبی ﷺ کے زمانہ کے بعد ممکن ہے اور ایمان معلومات اجمالی میں اجمالاً واجب ہوتا ہے اور اس امر میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے کیونکہ تفصیلی ایمان زیادہ بلکہ اکمل ہوتا ہے اور وہ جو بیان کیا گیا ہے کہ اجمالی ایمان اپنے درجہ سے نہیں گرتا ہے تو یہ بات اصل ایمان سے متصف ہونے میں ہے اور کہا گیا ہے کہ ثبات اور دوام اس اجمالی ایمان پر ہر ساعت زیادتی ایمان کی ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ زیادہ ہوتا ہے ایمان زمانوں کی زیادتی سے کیونکہ وہ (ایمان) عرض ہے جو تجدد وامثال کے سوائے باقی نہیں رہتا ہے اور اس میں بھی نظر ہے کیونکہ ایک شئے کے معدوم ہونے کے بعد مثال کا حاصل ہونا کسی چیز کی زیادتی سے نہیں ہوتا ہے جیسا کہ جسم کے سواد میں ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ ایمان سے مراد اس کے ثمر کی زیادتی اور اس کے نور کا اشراق اور اس کی روشنی دل میں ہے کیونکہ وہ بڑھتی ہے اعمال سے اور گھٹتی ہے معاصی سے اور جن کا مذہب یہ ہے کہ اعمال ہی ایمان ہیں تو پس ایمان کا زیادتی اور نقصان کو قبول کرنا ظاہر ہے اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ یہ مسئلہ طاعت کے ایمان ہونے کے مسئلہ کی، فرع ہے بعض محققین نے کہا ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ تصدیق کی حقیقت زیادتی اور کمی کو قبول نہیں کرتی بلکہ وہ قوت وضعف میں کم وبیش ہوتی ہے کیونکہ اس بات کی قطعیت ہے کہ ایک امتی کی تصدیق نبی کی تصدیق کی جیسی نہیں ہوتی اور اسی لئے ابراہیمؑ نے کہا ''والکن لیطئن قلبی (لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے)'' یہاں دوسری بحث بھی ہے وہ یہ ہے کہ بعض قدریہ کا مذہب ہے کہ ایمان معرفت کا نام ہے ہمارے علمائے گروہ مہدویہ نے اس کے فساد پر اتفاق کیا ہے کیونکہ اہل کتاب محمدؐ کی نبوت کی ایسی ہی معرفت رکھتے تھے جیسا کہ اپنی اولاد کی معرفت رکھتے تھے باوجود اس کے ان کے تصدیق نہ کرنے کی وجہ سے ان کے کفر کا یقین ہے اور اس وجہ سے بھی کہ بعض کفار حق کی یقیناً معرفت رکھتے

تھے ولیکن دشمنی اورغرور کی وجہ سے انکار کرتے تھے اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’وجحدوابھا الخ (انھوں نے آیتوں کا انکار کیا حالانکہ ان کے نفوس ان آیتوں کا یقین رکھتے ہیں)‘‘ پس معرفت احکام اوران کے استیقان اوران پر تصدیق اوران پر اعتقاد کے فرق کا بیان ضروری ہے تاکہ ثانی (تصدیق واعتقاد) کا ایمان ہونا نہ کہ اول یعنی معرفت احکام واستقان کا ایمان ہونا صحیح ہو جائے۔

رسالہ بعض الآیات

تصنیف حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کی بعض آیتیں [ا] اوراحادیث مہدی علیہ السلام کے حق میں منقول ہوئے ہیں ان آیتوں میں آپ کے احوال افعال اور اقوال کی سچائی کی تفصیل کی گئی ہے ان (آیات واحادیث) سے حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق ہوتی ہے اور حضرت علیہ السلام نے بغیر فرشتے یا اور کسی واسطے سے اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ان آیتوں کو پڑھا اوران کی تفسیر کی ایسی تفسیر جو اللہ کی مراد ہے چنانچہ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے (آیت ڈالنا ہے)، اور نہیں جانتا ہے کوئی اس کی تاویل سوائے اللہ کے اور ان لوگوں کے جو اللہ کی تعلیم سے علم میں ثابت قدم ہیں راسخوں سے مراد انبیاء علیہم السلام اور وہ لوگ ہیں جو احوال اور مقامات میں ان کے قدم بقدم رہے اور وہی ہیں جن کو ان کی پیروی میں خصوصیت حاصل تھی چنانچہ نبی ﷺ فرماتے ہیں ہر نبی کی اُمت میں اُس کا ایک مثل ہوتا ہے اور مثل وہی ہوسکتا ہے جس کا درجہ اللہ کے نزدیک اس ہی کے درجہ کے مثل ہو پس جب اس کو درجہ ہی حاصل ہو تو اس کا اپنے زمانہ میں خلیفۃ اللہ بھی ہونا ضروری ہوا اور خاتم نبی ﷺ کے لئے بھی اُن کی اُمت میں اُن کا مثل ہوگا اور وہ مہدی موعود علیہ السلام ہے چنانچہ نبی ﷺ نے بعض احادیث میں فرمایا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد خلافت صرف چھ اشخاص کے لئے صحیح ہے ان میں سے پہلے ابو بکرؓ، دوسرے عمرؓ، تیسرے عثمانؓ، چوتھے علیؓ، مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام خلیفے بھی ہوں گے اور امام بھی نبی ﷺ کے بعد خلافت آپ علیہ السلام کے صحابہؓ میں سے اس کے لئے ممکن ہے جو سنت میں آپ علیہ السلام کا پیرو رہا اور نبی ﷺ کے بعد امامت صرف دو ہی شخصوں کے لئے ممکن ہے اور وہ مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ امامت اسی شخص کے لئے درست ہے جو اپنی اُمت کی نجات کا سبب ہو اور اس کی اقتداء کی وجہ سے اس کی اُمت نجات پاسکے، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا ’’میری اُمت کس طرح ہلاک ہوگی میں اس

[ا] جیسا کہ شرح مقاصد میں مذکور ہے کہ بیشک مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام دونو اللہ کی آیتیں ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیت کی تصدیق فرض اور اس کا انکار کفر ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی دلیل ہے (جو فرمایا کہ) بے شک وہ مسلمین تھے جو اللہ کی آیتوں پر ایمان لائے اور ایک آیت میں ہے کہ جنھوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا عنقریب ہم ان کو آگ میں ڈالیں گے۔

کے اول میں ہوں عیسیٰ علیہ السلام اس کے آخر میں اور مہدی علیہ السلام میری اہل بیت سے اس کے درمیان ہے'' نبی ﷺ نے اس حدیث میں خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کی اُمت ان دونوں کی اقتداء اور پیروی کے بغیر ہلاکت سے نہیں نکلے گی کیونکہ یہ دونوں علیہما السلام وحی اور اس حجتہ یقینی کے ساتھ جس کو وہ معائنہ و مشاہدہ کی وجہ دیکھتے ہوں گے اللہ کی طرف (خلق کو بلائیں گے) ان دونوں کے سوا اور مومنین اللہ کی طرف استدلال اور اخبار کے ذریعہ بُلا سکتے ہیں اور خبر معائنہ کے مثل نہیں ہوتی چنانچہ اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کے حق میں فرماتا ہے ''کہا اے رب دکھلا مجھ کو کس طرح تو مرے ہوئے کو زندہ کرتا ہے'' (ابراہیم علیہ السلام نے) رویت طلب کی کیونکہ آپ اللہ پر یقین رکھتے تھے اس کے تمام صفات کا آپ علیہ السلام کو یقین تھا آپ علیہ السلام نے رویت اس لئے طلب کی کہ آپ علیہ السلام کا دل اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کے افعال کی رویت پر مطمئن ہو جائے پھر خلق کو اللہ کی طرف بلائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف وہی اچھی طرح بلاسکتا ہے جو بینہ یعنی حجت واضحہ رکھتا ہو اور وہ ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے قلب میں ڈال دیتا ہے تاکہ پہلے اس کے ذریعہ اس کی تحقیق ہو جائے اور حق و باطل میں فرق کرے اور بصیرت چشم قلب سے حق کو دیکھنے کا نام ہے جب یہ بات ہو تو وہ (بندہ) محقق و مامور بالدعوۃ ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے حق میں فرماتا ہے کہہ دو اے محمد ﷺ! یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں میں بصیرت پر اللہ کی طرف اور وہ بلائے گا جو میری اتباع کرے گا اور وہی مہدی علیہ السلام ہے پس جاننا چاہیئے کہ مہدی علیہ السلام ہی اللہ کی طرف بلانے میں آنحضرت ﷺ کا تابع ہے اور وہی مامور بالدعوۃ ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ مامور تھے کیونکہ مہدی علیہ السلام ہی آپ ﷺ کی اتباع میں کامل ہوگا اگر کہا جائے کہ اتباع میں کامل ہونے کے کیا معنیٰ ہیں تو کہا جائے گا کہ وہ (مہدیؑ) احکام شریعت دعوۃ الی اللہ اور اپنے تمام احوال افعال اور اقوال میں آنحضرت ﷺ کی پیروی وحی کے ذریعہ کرے گا اور اس کے سوا دوسرا شخص پیغمبروں کی پیروی صرف اخبار سن کر کرسکتا ہے اور مہدی علیہ السلام ہی اپنے رب کی جانب سے حُجت واضحہ پر ہوگا اور وہ ایک نور ہے جس کو اللہ اس کے قلب میں ڈال دے (چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) ''پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی جانب سے حجت واضحہ پر ہو اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جس کے بارے اعمال اس کے لئے آراستہ کئے گئے ہوں'' یعنی دونوں برابر نہیں ہوسکتے رہا وہ جو حجت واضحہ پر ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ دعوت کرے گا جس طرح کہ وہ مامور ہے اور رہا وہ جس کے لئے یہ حجت نہیں اس پر لازم ہے کہ اس کی دعوت کو قبول کرے کیوں اس لئے کہ مہدی علیہ السلام ہی بینہ پر ہے اس کے سوا مومنین میں سے کوئی صاحب بینہ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ بینہ انبیاء کی حجت ہے اور یہ جائز نہیں کہ انبیاء کی حجت ان کے غیر کے لئے ہو صرف اس شخص کے لئے ہوسکتی ہے جو ان کا وارث ہو اور انبیاء کی وراثت خاتمِ ولایتِ محمدیہ ﷺ ہی کے لئے سزاوار ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعہ ولایت محمدیہ ﷺ کو ختم کرتا ہے پس جب مہدی علیہ السلام ہی پر جب ولایت ختم کی جائے تو ضروری ہوا کہ اس کے حجت واضحہ ہو کیونکہ وہ داعی الی اللہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا پس وہ جو اپنے رب کی جانب سے بینہ پر ہو یعنی ایک ایسے نور پر ہو جس کو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈال دے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے افمن کان علیٰ بینۃ فرمایا تاکہ لفظ من اس بات پر دلالت کرے کہ اللہ

تعالیٰ کی قوت سے مہدی علیہ السلام ہی اس حال پر غالب ہوگا اور ساتھ ہو اس کے ایک گواہ یعنی اللہ تعالیٰ کی تائید سے تابع ہو اس کا قرآن جو اللہ کا نازل کیا ہوا ہے اور اس کے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب بھی ہمارے نبی ﷺ پر جس طرح گواہ ہے اسی طرح اس پر گواہ ہے جس کا کنایہ من سے کیا گیا ہے اور وہ تورات ہے درحالیکہ وہ امام یعنی پیشوا ہے جس کی پیروی بنی اسرائیل کرتے ہیں اور درحالیکہ وہ رحمت ہے کیونکہ وہ مقتضائے حال کے موافق اتاری گئی ہے یعنی موسیٰ علیہ السلام کی کتاب بھی اس بینہ کی تابع رہے گی جو خاتم الرسل اور اس کی طرف منسوب ہے جو اپنے تمام احوال اور دعوۃ الی اللہ میں اس کا (خاتم رسل کا) پیرو رہے گا اور وہ مہدی علیہ السلام ہے، پس جب مہدی علیہ السلام کے لئے یہ حجت ہو تو اس کے لئے اللہ کی طرف بلانا ضروری ہے اور مومنین کے لئے لازم ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور قبول کریں چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے وہ سب کے سب ایمان لائیں گے اس پر بــــہ میں جو ضمیر ہے وہ مــن کـــا ن عــلـی بینۃ کی طرف راجع ہے اولئک اسم اشارہ ہے اور مشارٌ علیہ بینہ قرآن اور تورات ہیں یہ سب کے سب اس پر ایمان لائیں گے یعنی اس کی موافقت اور تصدیق کریں گے پس جب مہدی علیہ السلام اپنی ذات سے اس حجت پر ہو اور قرآن اللہ کی تائید سے اس پر گواہ ہو اور ایک ایسی قوم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایک ایسے وصف سے خاص کیا ہے جو اس کے سوائے کسی غیر کے لئے ممکن نہیں چنانچہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب میں لائے گا ایک قوم کو جو وہ دوست رکھے گی اس کو اور وہ دوست رکھے گا اس کو تا آخر آیتہً اس کے صدق کی گواہی دے رہی ہو اور اس پر ایمان لا رہی ہو اور کسی گواہی کی ضرورت نہیں اگرچہ کہ اس کے لئے بہت سی علامتیں ہوں، اس لئے دو گواہوں کی گواہی حکم کے لئے کافی ہے حالانکہ اس کے لئے (لاکھوں کی تعداد میں) ایسے مومنین گواہ ہیں جن کا فعل قول کے موافق ہے اور جن کا قول فعل کے مطابق ہے اور وہ جس بات کی گواہی دے رہے ہیں اس کو جانتے ہیں پس جب مہدی علیہ السلام حق ہے اور اس کی حجت ان مومنین کی گواہی دی ہوئی ہے تو ان مومنین کے سوا جو اور لوگ ہیں اُن کے لئے بھی اس کو قبول کرنا واجب ہے اور جو کوئی اس کو قبول نہ کرے اور اس کا منکر بن جائے اور اس سے روگرداں ہو جائے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو کہ انکار کرے اس کا فرقوں میں سے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے کیونکہ وہ (مہدی علیہ السلام) خاتم ولایت محمد ﷺ ہے اور جو ایمان لائے اس کی (نبی ﷺ کی) نبوت پر اور ایمان نہ لائے اسکی (نبی ﷺ کی) ولایت پر تفصیل کیساتھ تو وہ ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ محمد ﷺ کی نبوت کے کافر ہیں کیونکہ نبوت نبی ﷺ کا ظاہر ہے اور ولایت آپ ﷺ کا باطن ہے پس چونکہ مہدی علیہ السلام ہی اس ولایت کے مظہر تھے اور اس کا ظہور آپ ﷺ ہی کی ذات میں ہونا تھا تو وہ (ولایت) خاتم الرسل کے لئے آپ کی اور خوبیوں کے منجملہ ایک خوبی قرار پائے گی کیونکہ آنحضرت ﷺ مقام رسالت میں ہمیشہ شریعت کا اظہار فرماتے رہے اور اپنی ولایت کو احدیتہً ذاتیہ کے ساتھ جو تمام اسماء کو جامع ہے آپ ﷺ نے ظاہر نہیں فرمایا تاکہ اسم ہادی اپنے حق کو پورا لے وے پس یہ خوبی یعنی ولایت آپ ﷺ کا باطن ہی رہا تاکہ اس کا بھی ظہور مظہر خاتم میں ہو چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنی اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں اور وہ مہدی علیہ السلام ہے یعنی مہدی علیہ السلام خاتم النبی ﷺ کی ولایت کا مظہر ہوگا اور

وہ مہدی علیہ السلام کی ذات ہی میں ظہور پائے گی تا کہ وہ تمہیں خدائے تعالیٰ کو یاد دلائے اس میں یعنی خاص مہدی علیہ السلام کی ذات میں اور اگر چہ آپ کی (رسول ﷺ) کی ولایت آپ کی ذات میں بطریق اجمال موجود تھی لیکن تفصیل کیساتھ ظاہر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے محمد ﷺ کو خاتم النبین کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ ہی کو خاتم نبوت بنایا اور آپ ﷺ کی ولایت کے لئے بھی آپ ﷺ کی اُمت میں سے ایک اور خاتم ہے اسکا آخر زمانہ میں نکلنا ثابت ہے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر صرف ایک دن بھی دنیا سے باقی رہ جائے تو البتہ اس دن کو اللہ تعالیٰ دراز کرے گا یہاں تک کہ پیدا کرے اس میں ایک شخص کو میری اہل بیت سے اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اسکی کنیت میری کنیت کے موافق ہوگی کا کیا معنیٰ ہے تو ہم کہیں گے کہ مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے تمام صفات ظاہری و باطنی سے موصوف ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کی طرح تمام اسماء الٰہیہ کا مظہر ہوگا:

تمام ہوا رسالہ بعض الآیات جس کو حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے تالیف کیا ہے۔

المرقوم ۹/ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ

مترجم: حضرت مولانا میاں سید دلاور عرف گورے میاں صاحبؒ

سابق سرپرست دارالاشاعت کتب سلف صالحین جمعیۃ مہدویہ دائرہ زمستان پور مشیر آباد

مکتوب ملتانی (اُردو ترجمہ)

از خلیفۂ دُوم حضرت مہدی موعود علیہ السلام حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ خوندمیر صدیقِ ولایت سید الشہدا رضی اللّٰہ عنہ

التماس

مصدقان حضرت امامنا بندگی میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود خلیفۃ اللہ خاتم ولایت محمدی مراد اللہ علیہم وسلم پر واضح ہو کہ حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیقِ ولایت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے اس مکتوب کا نام مکتوب ملتانی ہونے کا سبب حضرت بندگی میاں سید روح اللہؒ نے اپنی کتاب پنج فضائل میں بیان فرمایا ہے جب کہ بندگی میاںؓ حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تو اسی سفر میں ایک مقام پر ایک چرواہے نے میاںؓ کو دیکھا اور نزدیک آکر کہا ''تو کرتار یا تو اوتار'' میاں نے جواب میں فرمایا ''بیائید ائے میاں حاجی'' ترجمہ: آؤ ائے میاں حاجی۔ بس وہیں سے انکا حال وقال بدل گیا پھر تصدیق وتلقین سے مشرف ہو کر میاں حاجی نے بندگیمیاںؓ سے معروضہ کیا کہ آپ یہاں تھوڑی دیر ٹھہریں تو میں یہ بکریاں جن کی ہیں ان کو دے کر آپ کے ہمراہ چلتا ہوں میاںؓ نے فرمایا جاؤ دے کہ آؤ میاں حاجی اپنے وعدہ کے مطابق واپس آکر بندگیمیاںؓ کے ہمراہ روآنہ ہوئے حج سے واپس آنے کے بعد کچھ عرصہ حضرت کی خدمت میں رہ کر فیضیاب ہوئے پھر بندگیمیاںؓ نے ان کو یہ مکتوب دے کر ملتان، روانہ کیا وہاں انھوں نے اس مکتوب کے ذریعہ دین مہدی علیہ السلام کی تبلیغ کی اور دعوت الی اللہ فرماتے رہے اور بہت سارے لوگ وہاں ان سے فیض یاب ہوئے (خلاصہ عبارت پنج فضائل مطبوعہ صفحہ ۵۹) اسی وجہ سے یہ مکتوب ملتانی کے نام سے مشہور ہوا۔ نیز نقل ہے کہ ہمایوں بادشاہ دہلی نے اس مکتوب کو آب زر سے لکھوا کر اپنے مطالعہ کے لئے رکھا تھا اس کی نسبت حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؒ نے رسالہ اسامی مصدقین میں تحریر فرمایا ہے کہ ہمایوں ساکت اور مائل بہ تصدیق تھا اور اس کے دو بھائی ہندال اور کامران حضرت مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوئے (الخ اسامی مصدقین مطبوعہ صفحہ ۱۹)

اس مکتوب اور رسالہ اسامی مصدقین دونوں کو اردو ترجمہ اور ضروری حواشی کیساتھ تقریباً پینتیس ۳۵ سال قبل حضرت مولوی سید محمود (صاحب اہل دائرہ نو نے بعض اصحاب کے اہتمام سے چھپوایا تھا یہ نسخے بھی اب بالکل نایاب ہیں بریں اس فقیر نے مکتوب ہذا کے مطبوعہ نسخہ کا ایک قلمی نسخہ سے مقابلہ کرنے کے بعد اس کی تصحیح اور ترجمہ کا کام انجام دیا ہے تا کہ معاونین دارالاشاعت ہذا اور دیگر

شایقین اس کے مطالعہ سے مستفید ہوں   فقط

واللہ الموفق والمعین۔   المرقوم ۱۴ ماہ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ

راقم

(فقیر حقیر سید خدا بخش رشدی مہدوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ مکتُوبِ ملتانی

وہی ہدایت کرنے والا ہے۔

(اللہ تعالیٰ) جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا تا ہے جسے اللہ ہدائت دے وہی راہ پر آوے اور جسے گمراہ کرے تو نہ پائیگا تو اس کا کوئی رفیق راہ پر لانے والا شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو اس (مہدی علیہ السلام) کا راستہ دکھایا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر ہدایت نہ کرتا ہم کو اللہ بیشک آئے ہمارے پروردگار کے رسول حق لے کر۔ اے پروردگار آسان کر میرے لئے اس تحریر کو۔

شروع کرتا ہوں میں نام سے اللہ کے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

اور اسی پر میرا بھروسہ ہے

مہر کردہ [۱] لفافہ مشتمل بر راز سر بستہ (مفہوم اشعار منظوم) میں ہوں حمد خدا میں اور مقام حمد برتر ہے اسی سے خوش ہوں پر قاصر یہی بس بوجھ دل پر ہے۔ تعجب ہے مجھے فرحت پہ اپنی ہے قریں کیوں کر دلِ غم دیدہ سے جس میں نزول غم فزوں تر ہے کیا ہے مجھ پہ ممکن کشف اپنے بحر ہستی کا حقایق کا تلاطم پہ حیرت خیز منظر ہے وہی ہے ہمیشہ نور سے اپنے ہویدا ہے صدف پر جسم کے ٹھیرے نہ نور اوس کا وہ گوہر ہے۔

نہیں مجھ کو تعجب جسم نورانی پہ کچھ اپنے تعجب نورِ قلبی پر ہے قائم یہ بھی کیوں کر ہے۔ اگر ہے کشف سے اور مخزن خاص ولایت

---

[۱] یہ نظم شیخ اکبر محی الدین عربیؒ کی ہے جو شیخ کے رسالہ عنقاء مغرب کی ابتداء میں مرقوم ہے اس سے ان اشعار کا مقابلہ کیا گیا اور بعض الفاظ کی صحت کی گئی جو سہو کتابت سے بدل گئے ہیں چنانچہ الٰہی کی جگہ الا لھی فایدی کی جگہ فابد و علی صدف کی جگہ علیٰ صدفی فریق ربی کی جگہ فرید ربی مکتوب ہذا میں اور مکتوب ہذا میں اور امکنی کی جگہ لکنی قد اک کی جگہ کہا، یدم کی جگہ مریم فاستر کی جگہ فاسیر رسالہ مذکور میں مرقوم ہے پس بلحاظ لغت وقواعد لفظ صحیح درج متن مکتوب کیا گیا اور اسی کے مطابق مفہوم ہر شعر کا اردو میں لکھا گیا ہے اور آٹھواں شعر جو صورتاً مختلف ہے رسالہ مذکور میں یوں مرقوم ہے تعالیٰ وجود الذات عن نیل علمنا + بہ عنہ فصلی و الفعال قدیم اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے۔ ہم اپنے علم سے ذات خدا کو پا نہیں سکتے + اسی سے ہوں جدا اس سے سدا یہ بات اظہر ہے (واللہ علم بالصواب، مترجم)۔

سے تو نورِ تجلی حق دل پہ پھر قایم مقرر ہے ہوا آ گاہ حقیقت سے تو کر علت کا انداز ہ کہ رائے خلق کیا دانائے علم ذات برتر ہے وجو دِ ذاتِ حق علم میں آنے سے بالاتر کیا ہے مجھ سے جو عہد عطا بخشش کا خوگر ہے خوشا قاصد میرے رب کا کہ آیا یہ خبر لے کر کہ ختم الاولیاء کا ہو چکا آنا مقرر اس نظم میں ناظم نے اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے خاتم الاولیاء کی تعین کے بارے میں خبر آئی ہے اور عارفوں نے کہا ہے کہ پیغمبروں کا بھیجنا خداوند ارحم الراحمین کی حکمت میں واجب ہے۔ اس لئے کہ اس مالک واجب الوجود کو اپنے بندوں پر فرمان لازم ہے اگر خدائے پاک و برتر بغیر کسی واسطہ کے بشر سے کلام کرے تو ہر فرد بشر کو اس کے سننے کی تاب و طاقت نہیں پس جنس بشر سے ایک ایسا شخص چاہیئے کہ وہ خدا کا فرمان خلق کو پہنچائے سب پیغمبر اسی لئے مبعوث ہوئے کہ شریعت (قانون الٰہی) کو خلق پر ظاہر کریں تا کہ وہ شریعت عالم کی آراستگی اور اولاد آدم کی صلاح وفلاح کا سبب بنے اور احوال ظاہری جو قالب یعنی جسم سے تعلق رکھتے ہیں مستحکم ہوں اور اون کا استحکام تصدیق اور اخلاص قلبی کے بغیر محالات سے ہے اور تمام علماء، پسندیدہ اقوال اور صالحین ستودہ افعال نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ جیسا کہ ارحم الرحمین کی حکمت میں پیغمبروں کی بعثت واجب ہوئی ویسا ہی ایک شخص ولی کامل کا مبعوث ہونا بھی لازم ہوا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی ولایت کا مظہر اور آپ ﷺ کی مملکت کے اثقال کا حامل ہوتا کہ احکام اصول اوس کے واسطہ ظاہر ہوں اور احکام اسرار حقیقت کو عالم شریعت میں بیان فرمائے اور تمام احکام میں رسول اللہ ﷺ کی متابعت کرے اور تمام ظاہر و باطن میں نسبت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رکھتا ہو چنانچہ مقرر ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کے لئے اوس کی ایک نظیر ہے اس کی امت سے صاحب گلشن راز فرماتے ہیں (مفہوم ابیات)

اسی کے ہے ہر اک پر تو کا حاصل
بالآخر ایک کا دیگر مقابل
ہے اب ہر عالم (کامل) ازامت
مقابل اک نبیؐ کا در نبوت

اور یہ مرتبہ (مظہر ولایتِ رسول ﷺ اور حامل اثقال مملکتِ رسول ﷺ ہونا) تمام اولیاء کے لئے نہیں جن کو فیض ولایت مطلقہ سے پہنچتا ہے بلکہ یہ مرتبہ خاص خاتم ولایت کا ہے کہ ولایت مقیدہ اوس کی ذات میں ظاہر ہوتی ہے چنانچہ تمام راہ حق کے چلنے والوں اور ذات مطلق کے ڈھونڈنے والوں نے نور محمدی ﷺ کی جس کی تعریف میں فرمانِ رسول ﷺ ہے ''**اول ما خلق اللہ نوری** (سب سے پہلی چیز جس کو اللہ نے پیدا کیا میرا نور ہے)'' دو وجہیں ثابت کی ہیں ایک ولایت دوسری نبوت اور دونوں وجھوں کی تمثیل میں آفتاب اور مہتاب کو لاتے ہیں ولایت کو آفتاب سے تمثیل دیتے ہیں اور نبوت کو مہتاب سے اور تمام انبیاء اور اولیاء کو منازل قرار دیتے ہیں چنانچہ مثنوی گلشن راز میں ہے۔

(مفہوم بیت)

نبیؑ کا نور ہے خورشیدِ برتر
کبھی موسیٰؑ کبھی آدمؑ سے ظاہر

اور بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ سے دین کی صبح ہوئی اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وقت استوا (نصف النہار) ہو کر دین کا دِن پورا ہوا چنانچہ مثنوی میں ہے۔

(مفہوم ابیات)

نبوت نے ظہور آدم سے پایا کمال اوس کا ہے خاتم سے ہویدا
نبیؑ کا عہد وقت استوا تھا کہ تھا ہر ظل و ظلمت سے مصفا

چنانچہ حق تعالیٰ قسم کھاتا ہے والنھار اذا تجلیٰ اور قسم دن کی جب کہ وہ روشن ہو۔ (اسی وقت استوا کی طرف اشارہ حق تعالیٰ کی قسم میں ہے) جب آفتاب کی سَیر منزل مصطفوی میں استوا کو پہنچی اور اس کا ظہور بدرجہ کمال ہوا اور اس کا فیض تمام اہل عالم کو پہنچا اور ہر قابل نے اپنا بہرہ لیا تو پھر آفتاب ڈھلا اور اس نے اپنا دوسرا دور شروع کیا مثنوی (مفہوم بیت)

ولایت تھی جو باقی ہو کے سایر
کیا دور دگر جوں نقطہ دایر

اشارہ اس امر کی طرف کرتے ہیں کہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم سے سفر فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کا فیض (ظاہر ہونا) باقی رہا تا کہ ذات مہدی علیہ السلام میں ختم ہوا اور دور نقطۂ ولایت اسی فیضان میں تمام ہوا۔ (مثنوی مفہوم ابیات)

ہے مظہر کل ولایت کا جو خاتم
مکمل اوس سے ہوئے دورِ عالم
ہیں جملہ اولیاء جوں اوس کے اعضاء
کہ وہ کل اور وہ سب ہیں اس کے اجزا

---

[1] تمام اہل حقیقت کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولایت مصطفیٰؐ ذات مہدیؑ میں ختم ہونے والی صفت یعنی صفت مصطفیٰؐ ہے جس کا ظہور حضرت مہدیؑ کی ذات سے ہوا۔ چنانچہ آنحضرتؐ کا فرمان مبارک ہے آنجا سرتاپا ولایت بود اما رسول خدا باظہار آں مامور نبودند بندہ مامور است (رسالہ تسویت الخاتمینؑ مجتہد گروہؒ) ترجمہ: وہاں بھی سرتاپا ولایت تھی لیکن رسول خداؐ اُس کے اظہار پر مامور نہیں تھے بندہ مامور ہے۔ پس حضرت محمد مصطفیٰؐ رسول اللہ اور حضرت مہدی موعود مراد اللہ صلی اللہ علیہما وسلم دونوں کی صفت ولایت ایک ہے جو حق تعالیٰ سے فیض لینے والی صفت ہے اور حق تعالیٰ کی فیض دینے والی صفت ولایت اللہ صفت اللہ ہے۔ (مترجم)

الحاصل تمام اہلِ حقیقت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ولایتِ مصطفیٰؐ ذاتِ مہدی علیہ السلام میں ختم ہوگی اور سب محققین نے حضرت مہدی علیہ السلام کو خاتم ولایت مصطفیٰ ﷺ کہا ہے اور آنحضرت ﷺ کا ظہور قیامت سے پیشتر ثابت کیا ہے اور کہا ہے کہ جب تک مہدی علیہ السلام کا ظہور نہ ہو ظہور ولایت محمد ﷺ تمام نہ ہوگا اگر چہ ولایت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات میں تھی لیکن پوشیدہ تھی اُس کو ظاہر کرنے کی آنحضرت ﷺ نے اجازت نہ پائی بلکہ آپ ﷺ اظہار شریعت پر مامور تھے پس وہ حسنۂ ولایت محمدی ﷺ باقی رہ گیا تھا تاکہ ظہور مہدی علیہ السلام ہو کر مہدی علیہ السلام کی ذات میں ختم ہو چنانچہ (صاحب فتوحات نے) کہا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام مقام رسالت میں ہمیشہ ظاہر رہے شریعت کے ساتھ ظاہر نہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے اپنی ولایت کو احدیت ذاتیہ کے ساتھ جو جامع ہے تمام اسماء الٰہیہ کو کہ پورا کرلیتا اسم ہادی اپنا حق پس باقی رہ گیا یہ حسنہ یعنی آپ ﷺ کی ولایت باطن ہو کر تاکہ ظاہر ہو خاتم کے مظہر میں اور اسی لئے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میری اہل بیت میں اور بہت سی خبریں رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی ہیں اس باب میں کہ خروج مہدی علیہ السلام آخر زمانے میں ہوگا، چنانچہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے اگر باقی نہ رہے دنیا کی مدّت سے مگر ایک ہی دن تو اللہ تعالیٰ دراز کردے گا اسی دن کو یہاں تک کہ مبعوث ہو اس میں ایک شخص میری اہل بیت سے جو میرا اہم نام ہوگا اس حدیث میں حضرت مصطفیٰ علی السلام فرماتے ہیں جب تک مہدی علیہ السلام نہ آئیں قیامت قائم نہ ہوگی اسلئے کہ مہدی علیہ السلام کا آنا خداوندا حکمت الحاکمین کی حکم میں واجب ہے ظہور مہدی علیہ السلام کے بغیر تمام امت کے لئے نجات کی صورت نہ ہوگی اور آنحضرت ﷺ کی اُمت فیض ولایت سے محروم رہے گی، اور ہلاکت سے نہ نکلے گی چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے ''میری اُمّت کیوں کر ہلاک ہوگی میں اس کے شروع میں ہوں عیسیٰؑ اس کے اخر میں ہیں اور مہدی علیہ السلام میری اہل بیت سے اوس کے درمیان میں ہیں'' اور تمام مشائخینؒ نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام کے زمانے میں حق تعالیٰ کا فیض اہل عالم کے دلوں پر ایسا ہی پہنچے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پہنچا تھا اور خاتم نبوت اور خاتم ولایت کے زمانہ میں انہوں نے کوئی فرق نہیں کیا اور خاتم ولایت کو بھی رحمت للعالمین (تمام جہانوں کے لئے رحمت) کہا ہے اور اس عقیدہ پر دلائل رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے اور کلام خدا سے لاتے ہیں چنانچہ فرمایا نبی ﷺ نے ''میری امت مانند اوس بارش کے ہے جس کی نسبت معلوم نہیں ہوتا کہ اوس کا اول اچھا ہے یا اوس کا آخر''۔ ان خبروں سے انھوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہی مراد لیا ہے اور بہت سی خبریں اس کے مثل بیان کی گئی ہیں جیسا کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ ''راضی ہوں گے اس سے اہل آسمان اور اہل زمین نہ چھوڑے گا آسمان اپنی بارش کے قطرات سے کچھ مگر اوس کو گرادے گا اور نہ چھوڑے گی زمین اپنے پودوں سے کچھ مگر اوس کو اگادے گی یہاں تک کہ زندے مردوں کے بارے میں تمنا کریں گے کہ کاش ان کے مرے ہوئے لوگ زندہ ہوتے'' اور اس زمانے کے علماء اس حدیث کی شرح یوں کرتے ہیں کہ تمام اہل آسمان اور تمام اہل زمین حضرت مہدی علیہ السلام کے گرویدہ ہوں گے اور ایمان لائیں گے آسمان اپنے پانی سے کچھ باقی نہ رکھے گا مگر سب گرادے گا اور زمین اپنے پودوں سے کچھ نہ رکھے گی مگر

سب کواگادے گی یہاں تک کہ زندے مردوں کیلئے یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ زندہ ہوتے اوراس حدیث سے مراد یہ لیتے ہیں کہ بارش موافق پڑے گی اور زمین سے تمام قسم کے غلّے اگیں گے جن سے اہل زمانہ اپنے پیٹ بھریں گے اوراپنے مردوں کیلئے آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی زندہ ہوتے اوراپنے پیٹ بھرتے اوراسی اپنی نادانی کے سبب سے کہتے ہیں کہ جو کچھ حدیث میں مذکور ہے سید محمد کے زمانے میں نہیں ہوااوراسی سبب سے مخالفت کرتے ہیں!اور مطلق غور نہیں کرتے کہ یہ تاویل نص قرآنی سنت الٰہی اورانبیاء علیہم السلام واولیاءؒ کے احوال کے مخالف ہوتی ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت مصطفےٰ ﷺ تک کسی بھی نبیؑ کواسلئے نہیں بھیجا کہ دنیاوالے اس کے واسطہ سے دنیااوراپنے نفس کی مراد حاصل کریں بلکہ انبیاء علیہم السلام کوخدائے تعالیٰ نے اس لئے بھیجا کہ خلق کودنیا کے بکھیڑوں اوراس کی لذتوں سے باہر کریں اورخدائے تعالیٰ کی طاعت وعبادت کی ترغیب دیں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’نہیں بھیجے گئے انبیاء علیہم السلام کبھی مگراسی لئے کہ بھٹکائیں خلق کودنیا سے خدا کی طرف‘‘ اورحق سبحانہ تعالیٰ اپنے کلام میں خبر دیتا ہے کہ جس کسی زمانہ میں اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا تواوس زمانے کے لوگوں کوبغیر آزمائش کے نہیں چھوڑا چنانچہ فرماتا ہے ’’اورنہیں بھیجا ہم نے کسی قریہ میں کوئی نبی مگر یہ کہ اہل قریہ کومبتلا سختی ومصیبت بھی کیا تاکہ یہ لوگ ہمارے حضور میں گڑگڑائیں‘‘ اور جب انھوں نے جناب باری تعلیٰ میں عاجزی اورزاری نہیں کی اورزاری کرنے اوررسول کی نصیحت پر چلنے سے منھ پھیرے رہے تو حق تعالیٰ نے اونکی مرادوں کے دوروازے ان کو ہلاک کرنے کیلئے کھول دیئے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھرجس مصیبت کے ذریعہ انکوآگاہ کیا گیا تھا جب اس کو بھول بیٹھے تو ہم نے بھی اُن پر ہرطرح کی دنیوی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جونعمتیں اون کودی گئی تھیں اون کو پاکر خوش ہوئے تو یکا یک ہم نے اون کوعذاب میں دھر پکڑا اورعذاب کا آنا تھا کہ وہ بے آس ہوکر رہ گئے نیز حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’اوراگر اللہ اپنے بندوں کے لئے روزی فراخ کردے تووہ ضرور ملک میں سرکشی کرنے لگیں گے مگر بمقدار مناسب ہرایک کی جتنی روزی چاہتا ہے اتارتا ہے بیشک وہی اپنے بندوں کے حال کا داناوبینا ہے‘‘ اوردوسری آیتیں بہت مشہور ہیں جواس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء کے بھیجنے میں حکمت وہی ہے کہ لوگوں کوان کے واسطہ سے خدائے تعالیٰ کی توحید ومعرفت حاصل ہو پس یہی ماننا بالضّرورلازم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کوبھی جوتابع تام خاتم الرسل کے ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسی معنی کے لئے بھیجا اورحدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ تمام فرشتے اورمومنین مہدی علیہ السلام سے راضی ہوں گے اورآسمان وزمین کے رحمت کے دروازے کھل جائیں گے اورقبول کرنے والوں کے دلوں پر فیض الٰہی پورا برسے گا،اورآنحضرت ﷺ ہی کے واسطہ سے مومنوں کے دلوں میں جوتوحید ومعرفت اورمحبت الٰہی کے اسرار ہوں گے ظاہر ہوجائیں گے اس شان سے کہ زندے اپنے مردوں کیلئے یہ آرزو کریں گے کہ کاش کہ وہ بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ہوتے توان کوبھی فیض الٰہی پہنچتا اور یہ

[1] اس حدیث کوعین القضاۃ ہمدانیؒ زبدۃ الحقائق کی تمہید کی اصل سوم میں لاکر لکھتے ہیں گفت جماعتے از اُمت من مرامعلوم کردند کہ منزلت ایشاں نزدخدائے تعالیٰ ہمچوں منزلت من باشد پیغمبراں وشہیداں راغبطہ ازروے مقام درمنزلت ایشاں باشد از بہرخدائے بایکدیگر دوستی کنند (ختم الہدیٰ رد ہدیہ مہدویہ صفحہ ۳۲) ترجمہ: فرمایا رسول ﷺ نے ایک جماعت میری اُمت سے مجھے معلوم کی گئی کہ اوس کے افراد کا مقام (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

حدیث تفسیر اوس حدیث کی واقع ہوئی ہے جو اوپر مذکور ہوئی کہ حضرت مصطفےٰ علیہ السلام نے اپنی اُمّت کی تمثیل بارش سے دی اور فرمایا کہ معلوم نہیں ہوتا کہ اول اوس کا خیر ہے یا آخر اور اکثر احادیث وروایات جو حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے حق میں بیان ہوئی ہیں اور ان میں جو علامات و آثار مذکور ہیں وہ سب حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام کے صدق پر دلالت کرتی ہیں اور آنحضرت علیہ السلام کے احوال کے ساتھ ان کی موافقت ہی ثابت ہوتی ہے بعضے حدیثوں میں فقط آنحضرت کی ذات کا ذکر ہے اور بعضوں میں آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ اصحابؓ کی شان بھی بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ فرمایا حضرت رسول ﷺ نے ۱؎ ''بہ تحقیق میں پہچانتا ہوں ایسے لوگوں کو کہ وہ میرے مقام کے ہونگے پس صحابہؓ نے کہا یہ بات کیونکر ہوگی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ تو خاتم النبین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں پس آنحضرت نے فرمایا وہ نہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء لیکن انبیاء اور شہداء اُن پر رشک کریں گے وہ اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھنے والے ہوں گے''۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا اے ابوذر کیا تم جانتے ہو کہ میں کس غم میں کس فکر میں ہوں اور کس شئی کی طرف میرا اشتیاق ہے پس اصحاب نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہم کو اپنے غم وفکر سے آگاہ فرمایئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا آہ میرے بھائیوں کی ملاقات کا شوق ہے جو میرے بعد ہونے والے ہیں کہ اُنکی شان انبیاء کی شان ہوگی اور وہ اللہ کے پاس شہیدوں کے ہمدرجہ ہیں خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے وہ اپنے ماں باپ بھائیوں بہنوں اور بچوں سے تک گریز کریں گے، اپنا سب مال ومتاع اللہ کے واسطے چھوڑ دیں گے اور اپنے نفوس کو تواضع سے گرائے رہیں گے شہوتوں اور فضولیات دُنیا میں نہ ڈوبیں گے مسجدوں میں رہا کریں گے (اپنے نقصان باطنی سے جو سیر الی اللہ میں محوں ہو) مغموم (اور سیر فی اللہ میں تجلی کے فراق سے) محزون رہیں گے اللہ کی محبت (دلوں میں جاگزیں ہونے) سے ان کے دل اللہ ہی کی طرف ہوں گے اور ان کا آرام اللہ ہی (کے قربت) سے ہوگا اور ان کا ہر کام اللہ کے لئے ہوگا۔ یہ حدیث تمہید میں مذکور ہے اور بہت بزرگیاں اور نوازشات اس گروہ کے حق میں (رسول اللہ ﷺ نے) بیان فرمائے ہیں اور بعد اس کے فرمایا ائے ابوذر میں ان کا ان کے ملنے کا مشتاق ہوں پھر آپ نے تھوڑی دیر اپنا سر جھکا لیا پھر آپ سر اٹھائے اور روئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسوں رواں

(حاشیہ بسلسلہ صفحہ گزشتہ) خدائے تعالیٰ کے پاس مانند میرے مقام کے ہوگا پیغمبر اور شہید اُون کے مقام ومنزلت پر رشک کریں گے اور وہ آپس میں اللہ کیواسطے ایک دوسرے سے دوستی رکھیں گے انتہیٰ نیز اسی قسم کی بشارت کا مضمون اس حدیث میں ہے جو بحوالہ مسند امام احمد وترمذی، مشکوٰۃ المصابیح میں مذکور ہے۔ **عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم مَن اجنی و اجب هٰذین و اباهما و امهما کان معوفی درجة یوم القیمة** ۔ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دوست رکھا مجھے اور ان دونوں (حسنؓ وحُسینؓ) کو اور ان کے باپ اور ماں کو تو ہوگا وہ میرے ساتھ میرے درجہ میں قیامت کے دن انتہیٰ ان بشارات سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس کو یہ بشارت ملی ہے وہ آنحضرت ﷺ کے برابر سمجھا جائے چنانچہ اسی وسوسے کی بناء پر صاحب ہدیہ نے حدیث **انی لا عرف اقواما** کو بے اصل کہا ہے تتمہٗ باب اوّل ہدیہ مہدویہ میں اس کا قول مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح ترمذی سے حدیث مذکور کی موافقت اور عین القضاۃ ہمدانیؒ کے قول سے اس حدیث کا محققین امت کے پاس صحیح ہونا ثابت ہے۔ (مترجم)

ہوئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا آہ مجھے اُن کی ملاقات کا شوق ہے اور فرمانے لگے اے پروردگار تو ان کی حفاظت فرما اور اون کو او نکے دشمنوں پر فتح دے اور قیامت کے دن ان سے میری آنکھیں ٹھنڈی کر پھر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ) آگاہ ہو کہ اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف طاری ہوتا ہے اور نہ اونکو (دُنیا کا) کوئی غم ہوتا ہے۔ اور دوسری حدیثوں میں مہدی علیہ السلام کے حق میں یہ بھی مذکور ہے فرمایا نبی علیہ السلام نے دنیا کی مدت پوری نہ ہوگی یہاں تک کہ بھیجے اللہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو جو میرا ہم نام ہوگا بھر دے گا زمین کو عدل وانصاف سے جیسی کہ بھری ہوگی جور وظلم سے اور حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے، کہا انہوں نے میں نے سنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ مہدی میری عترت سے فاطمہ کی اولاد سے ہے روایت کی اس کو ابوداؤد نے اور ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی مجھ سے ہے روشن پیشانی، بلند بینی اور پیوستہ ابرو والا۔ نیز حضرت ابوسعید خدریؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں کہ آئے گا مہدی علیہ السلام کے پاس ایک شخص اور کہے گا اے مہدی علیہ السلام مجھے عطا کیجئے پس وہ اتنا دیگا کہ وہ اٹھا سکے۔ بعضوں نے اس حدیث کے بارے میں بندگی میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے جواب میں یہ بیت ارشاد فرمایا۔

(مفہوم بیت)

اے بے خبر جہان معنیٰ
کیا تجھ سے کروں بیان معنیٰ

نیز حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہا انھوں نے ذکر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلا کا کہ اس اُمّت پر پڑے گی یہاں تک کہ کوئی شخص نہیں پائے گا کوئی جائے پناہ جہاں قرار لے پس بھیجے گا اللہ ایک شخص کو میری عترت سے میری اہل بیت سے پس بھر جائے گی اوس کے ذریعہ زمین عدل وانصاف سے جیسی کہ بھری ہوگی جور وظلم سے اور دوسری خبریں بہت ہیں جن میں سے بعضوں میں تعارض اور اختلاف بھی واقع ہوا ہے اور علمائے سلف نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ جو خبریں حضرت مہدی علیہ السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں اور یہ تواتر کو پہنچی ہیں چنانچہ محدثین نے کہا ہے پے در پے آئی ہیں خبریں اور پہنچی ہیں اپنے راویوں کی کثرت کیساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مہدی علیہ السلام کے حق میں نیز محدیثین نے کہا ہے نہیں ہے کوئی اختلاف مہدی کی آمد کے بارے

---

[1] حضرت بندگمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فتوحات مکیہ کی عبارت جو یہاں نقل فرمائی ہے اس پر مصنف ہدیہ مہدویہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس عبارت میں تحریف کی گئی ہے اس کے مہمل اعتراضات کی تفصیلی جوابات ختم الہدیٰ اور کحل الجواہر میں مرقوم ہیں یہاں صرف اتنا بتادینا ضروری ہے کہ معترض کے پیش نظر جو نسخہ فتوحات کا تھا خود اسی میں تحریف وتصرف اور الحاق کا ثبوت معترض کی پیش کردہ عبارت ہی سے ملتا ہے چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ تحریف یازدہم یہ کہ بعد **یعینو نه علی ما قدرهُ اللّٰه** کے اس قدر عبارت حذف کردی **ینزل علیه عیسیٰ ابن مریم بالمنارة شرقی دمشق** الخ ۔اس تمام عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مہدی موعود علیہ السلام کی موجودگی میں منارہ بیفا شرقی دمشق پر نازل (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

میں اختلاف علامات اور آنحضرت کی جائے پیدائش میں ہے چنانچہ بعضوں نے کہا ہے کہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ مہدی علیہ السلام کا مقام پیدائش کابل یا ہند ہے اور کہا ہے بیہقیؒ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں اختلاف کیا لوگوں نے مہدی علیہ السلام کے بارے میں تو توقف کیا ایک جماعت اور علم (حقیقی کو) اس کے عالم پر رکھ چھوڑا اور اعتقاد رکھا کہ مہدی ایک شخص اولاد فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے ہیں جو آخر زمانے میں نکلیں گے اور بعض روایتیں جو مہدی علیہ السلام کے حق میں آئی ہیں ان میں اکثر کا ذکر صاحب[1] فتوحات (شیخ محی الدین ابن عربیؒ) نے اپنی کتاب میں کیا ہے چنانچہ کہا ہے آگاہ رہو بے شک اللہ کا ایک خلیفہ ہے جو نکلے گا آخر زمانے میں جب کہ زمین جور وظلم سے بھری ہوگی پس وہ اس کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور مشابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اخلاق میں روشن پیشانی بلند بینی اور پیوستہ ابرو والا ہوگا مال سویت سے تقسیم کرے گا رعیت میں فرمائے گا اور جھگڑے چکائیگا دین کے ضعف کے وقت اس کا ظہور ہوگا اللہ اس کے ذریعہ ہر اوس فتنہ کو دفع کرے گا جو قُرآن کے ذریعہ دفع نہ ہوگا ایک شخص شام کو آئے گا اوسکے پاس اس حال میں کہ جاہل بخیل اور ڈرپوک ہوگا تو صبح کرے گا اس حال یہ سب سے بڑھ کر عالم اور سب سے بڑھ کر سخی ہوگا اور سب سے بڑھ کر بہادر ہوگا۔ مدد الٰہی اوس کے سامنے چلے گی اس خلیفہ کی حیات پانچ یا سات یا نو سال ہوگی۔ رسول اللہ کے قدم بقدم چلے گا خطا نہیں کرے گا اوسکے لئے ایک فرشتہ ہوگا جو اوس کو راہ راست پر چلائے گا اور وہ اوسکو نہ دیکھے گا اور وہ کرے گا وہی جو کہے گا اور کہے گا وہی جو جانے گا اور جانیگا وہی جو سمجھے گا اور سمجھے گا وہی جو دیکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایک رات (یعنی نبوت کا ختم ہونے اور ولایت

(حاشیہ بسلسلہ صفحہ گزشتہ) ہوں گے پھر نمازوں میں وہی امام ہوں گے صلیب کو توڑیں گے خنزروں کو قتل کریں گے اور ان کی موجودگی میں امام مہدی علیہ السلام وفات پائیں گے الخ یہ مضمون شیخ اکبرؒ کے عقیدہ اور ان کے مسلمات کے بالکل برخلاف ہے حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک زمانے میں ہونا شیخ اکبرؒ کے کلام سے قطعاً ثابت نہیں ہوتا بلکہ فتوحات وغیرہ میں اونکے اقوال سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی علیہ السلام خاتم الولایت مقیدہ محمدیہ ﷺ ہیں ان کی شان میں رسول اللہ ﷺ یقفو اثری ولا یخطی فرمایا ہے اور حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی زمانے میں مبعوث ہوں گے ان کی بعثت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک بے شمار اشخاص صاحبان مقامات انبیاء و اولیاء پیدا ہوں گے بالآخر خاتم ولایت مطلقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے پھر تمام علامات قیامت کا ظہور ہو کر قیامت برپا ہوگی یہ مضمون خود مصنف ہدیہ کے پیش کردہ نسخۂ فتوحات کی عبارت سے ثابت ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے فتوحات میں ہے **فان من الاولیاء من یرث ابراهیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ فهٰو لاء یوجدون بعد هٰذا الختم المحمدی و بعدهٗ فلا یوحد ولی علٰی قلب محمد صلی اللّٰه علیه و سلم هذا معنی خاتم الولایة المحمدیة واماختم الولایة الذی لا یوجد بعدهٗ ولی فهو عیسیٰؑ** انتھی (ہدیہ مہدویہ دلیل دہم) ترجمہ اس لئے کہ اولیاء میں ایسے بھی ہوں گے جو وارث ہوں گے ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے پس یہ سب پائے جائیں گے بعد اس خاتم ولایت محمدی کے اور اس کے بعد نہ پایا جائیگا کوئی ولی قلب محمدؐ پر یہی معنی خاتم ولایت محمدیہ ہونے کے ہیں رہا وہ ختم ولایت جس کے بعد کوئی ولی نہ پایا جائے گا تو وہ عیسیٰؑ ہیں انتہی پس اس قول کے برخلاف عیسیٰؑ کے نزول کے بعد مہدیؑ کی وفات کا ذکر جس عبارت میں ہے اس کا الحاق ہونا ظاہر ہے اور فتوحات کے نسخوں میں الحاق وتحریف اور تصرف کے ثبوت میں شہادت یہ بھی ہے کہ یواقیت میں لکھا ہے، **وجمیع ما عارض من کلامه ظاهر الشریعة وما علیه الجمهور فهو مدسوس علیهٖ اخبرنی بذالک سیدی الشیخ ابو الطاهر المغربی نزیل مکة المشرفة ثم اخزج نسخة الفتوحات التی** (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

کا دن شروع ہونے کی درمیانی رات میں) آراستہ کردے گا وہ عزت دے گا اسلام کو بعد اس کی ذلّت کے اور زندہ کرے گا اوس کے آثار کو بعد اس کی موت کے پس ظاہر ہوگا دین جیسا کہ ہے وہ فی نفسہ اور وہ اٹھائے گا مذاہب کا اختلاف پس باقی نہ رہے گا مگر دین خالص اور اس سے عامتہ المسلمین خوشحال ہوں گے اونکے خوائص سے بڑھ کر اور عارفان باللہ ہی جو اہل حقائق سے ہونگے اوس سے بیعت کریں گے شہود و کشف اور اور اللہ کی طرف سے اوسکی معرفت پا کر اوس کے ہمراہ مردان ربّانی ہوں گے جو اوسکی دعوت کو قائم کریں گے اور اوس کے مددگار رہیں گے اور وہی وزراء ہوں گے جو اوسکی مملکت کے اثقال کے حامل ہو کر اوس کے معاون رہیں گے۔

(مفہوم اشعار)

سنو ختم الولی ہووے گا موجود

امام [1] عارف جب ہوگا مفقود

وہی مہدیؑ ہے سید آل احمدؐ

وہ تیغ ہند کفر اوس سے ہونا بود

وہ ہے خورشید ہر ظلمت کا دافع

وہ ہے باراں بہاری جب کرے جود

اب اس کا زمانہ آچکا ہے اور اوس کا وقت تم پر سایہ فگن ہے اور چوتھا قرن جو لاحق تین قرون ماضیہ یعنی قرن رسول اللہ ﷺ پھر اس کے قریب کے قرن سے ظاہر ہو چکا ہے الخ اور وزراء مہدی علیہ السلام کی صفت میں صاحب فتوحات کہتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے قدم بقدم ہوں گے سچ کر دکھائیں گے جو اللہ سے عہد کریں گے اور وہ عجمی ہوں گے اونمیں عربی (بلحاظ وطن) کوئی نہ ہوگا اور گفتگو نہ کریں گے مگر عربیت (قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ) ہی کے ساتھ اون کا ایک پاسبان ہوگا جو اونکی جنس سے نہ ہوگا کبھی اوس نے اللہ کی نافرمانی نہ کی ہوگی اور وہ اخص وزراء افضل اُمناء ہوگا اس لئے کہ مہدی علیہ السلام حجتہ اللہ ہو کر آئیں گے اہل زمانہ پر اور یہی وہ درجہ ہے جس میں انبیاء کے ساتھ مشارکت واقع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی طرف سے فرمایا ہے کہ

(حاشیہ بسلسلہ صفحہ گزشتہ) قابلها على نسخة التى بخطهٖ فى مدينة قونية فلم ارفيها شيئاً مماكنت توقفت فيه وحذفته حين اختصرت الفتوحات ۔ترجمہ: وہ تمام باتیں جو ظاہر شریعت اور جمہور کے متفقہ بیانات کے خلاف شیخ کے کلام میں پائی جاتی ہیں شیخ پر افترا کی گئی ہیں خبر دی مجھے اس بات کی میرے مقتدا ابو طاہر مغربی نے جو مکہ معظّمہ میں ٹھیرے ہوئے تھے پھر انھوں نے نکالا ایک نسخہ فتوحات کا جس کا انھوں نے مقابلہ کیا تھا شیخؒ کے دستخطی نسخہ سے مدینہ قونیہ میں تو نہ دیکھی میں نے اس میں کوئی بات بھی ان باتوں میں سے جن کو مانتے ہیں مجھے توقف تھا اور میں نے ان سب کو حذف کیا تھا فتوحات کے اختصار کے وقت انتھی یواقیت کے حوالے سے یہ مضمون الہدیٰ ردّ ہدیہ مہدویہ میں مذکور ہوا ہے ملاحظہ ہو، ختم الہدیٰ صفحہ ۷ پس بندگی میاںؒ کی نقل کردہ قدیم نسخہ فتوحات کی عبارت مولف ہدیہ کے زیر نظر نسخہ فتوحات کی عبارت کے مطابق ہونا کوئی محل تعجب نہیں بلکہ نسخہ آخر الذکر کے غیر صحیح و مشکوک ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ (مترجم) [1] یعنے صاحب دیدار ذات خدائے تعالیٰ۔

بلاتا ہوں میں اللہ کی طرف بینائی پر اور وہ بھی (بلائے گا) جو میری اِتباع کرے گا پس مہدی علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی اِتباع کرنے والوں میں (خاص تابع تام) ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ سے دعوت الی اللہ میں خطا نہیں ہوئی پس آپ کے اس متبع (تابع خاص) سے بھی خطا نہ ہوگی اس لئے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے قدم بقدم رہیں گے اور ایسا ہی حدیث میں بھی آیا ہے صفت مہدی علیہ السلام میں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے قدم بقدم رہے گا اور خطا نہ کرے گا اور یہ درجۂ عصمت ہے دعوت الی اللہ میں جس کے بہت سارے اولیاء اللہ بلکہ سب کے سب خواستگار رہے پس یہ مہدی علیہ السلام ہی کی شان ہے کہ غصہ نہ کریں گے مگر اللہ کے واسطے بخلاف اوس شخص کے جو غضب میں آتا ہوا پنی خواہش نفس کے لئے اور اپنی غرض کی مخالفت پر۔ اور مہدی علیہ السلام نہ جائیں گے علم قیاس کو تا کہ اوس کے ذریعہ جواب دیں (اور علماء ظاہری کو ملزم گردانیں) پس مہدی علیہ السلام حکم نہ کریں گے مگر اسی بات کا جس کو ظاہر کردے اون پر فرشتہ اللہ کی طرف سے جس کو اللہ تعالٰی بھیجے گا تا کہ وہ مہدی علیہ السلام کو راہ راست پر رکھے اور وہ جو مہدی حکم کریں گے وہی شرع حقیقی محمدی ہوگا ایسا کہ اگر محمد ﷺ زندہ ہوتے اور آپ کے پاس پیش کیا جاتا وہ مقدمہ تو نہ حکم فرماتے اوس میں مگر ساتھ اوسی امر کے جس کا حکم کرتا ہو یہ امام پس اللہ ہی اوس کو اس بات سے آگاہ کرے گا کہ وہی حکم شرع حقیقی محمدی ہے پس امام مہدی علیہ السلام پر علمِ قیاس حرام ہوگا ایسی قطعی دلیلوں کے ساتھ ہونے سے جو اللہ کی بخشش سے اسکو ملیں گی اور اسی لئے نبی ﷺ نے مہدی علیہ السلام کی صفت میں فرمایا ہے کہ وہ میرے قدم بقدم ہوگا اور خطا نہیں کرے گا پس ہم نے پہچان لیا کہ مہدی علیہ السلام متبع (نبی ﷺ کی شریعت میں اتباع کرنے والے) ہیں مشرع (نئی شریعت لانیوالے) نہیں۔ نیز کہا ہے کہ جو علم مہدی علیہ السلام کو ہوگا اصحاب رسوم (ظاہر پرست علماء) میں سے کسی کو نہ ہوگا (وہ قول صاحب فتوحات کا یہ ہے) اور اصحاب رسوم (ظاہر پرست علماء) کیلئے یہ مرتبہ نہیں اس لئے کہ اون کا علم حاصل کرنا مرتبہ اور حکومت کی محبت سے اور اللہ کے بندوں پر پیش قدمی حاصل کرنے کیلئے ہوتا ہے اور اس غرض سے کہ عوام ان کے محتاج ہوں پس نہ تو وہ خود ہی نجات پا سکتے اور نہ ان کے ذریعہ کسی کو راہ نجات مل سکتی۔ یہ حالت تو ان فقہاء زمانہ کی ہے جو منصبوں یعنے قضاءت عدالت کو تولی اور مدرسی کی رغبت رکھتے ہیں اب رہے ان میں جو امتیاز رکھنے والے ہیں خالص دینداری کے ساتھ یعنی شیوخ وقت تو وہ اپنے گوشہ ہائے عافیت میں جمع رہتے ہیں لوگوں کو کوری نظر سے عاجزی اور پارسائی کے انداز میں دیکھتے ہیں اور اپنے ہونٹوں کو ذکر کیساتھ حرکت دیتے رہتے ہیں تا کہ انکی طرف دیکھنے والا یہ جانے کہ وہ ذکر میں مشغول ہیں اور اپنے کلام میں بات بات پر تعجب کرتے اور بات بات پر زور دیتے ہیں نفس کی سرکشی اور خود پسندی کی صفت ان پر غالب ہوجاتی ہے ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہیں اللہ اُن کی طرف نہیں دیکھتا یہ حال علماء میں امتیاز رکھنے والوں کا ہے جو شیاطین کے ہمنشین ہیں اللہ کو ان سے کوئی سروکار نہیں ظاہراً نرم مزاجی سے بکری کی پوستین پہنے ہوئے ہیں بظاہر برادر بباطن ستم گر ہیں جب نکلیں گے امام مہدی علیہ السلام تو نہ ہوگا کوئی ان کا کھلا دشمن سوائے فقہاء کے خصوصاً کیونکہ نہ انکی ریاست باقی رہے گی اور نہ عوام میں ان لوگوں کی شہرت رہے گی بلکہ ان کا علم ہی باقی نہ رہے گا جس سے حکم کریں مگر بقدر قلیل اور اٹھ جائے گا عالم سے بر اختلاف جو واقع ہوا ہے احکام میں اس

امام کے وجود سے اور اگر تلوار اس کے ہاتھ میں نہ ہو تو فقہاء اوس کے قتل کا فتویٰ دے دیں اور جب وہ حکم کرے ان کے مذہب کے خلاف تو اون کا یہ اعتقاد ہوگا کہ وہ گمراہی پر ہے اس حکم میں کیونکہ وہ معتقد اس بات کے ہوں گے کہ اجتہاد کا زمانہ ختم ہو چکا ہے اور یہ انکا عقیدہ ہوگا کہ اون کے ائمہ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں پایا جائے گا جو اجتہاد کا درجہ رکھتا ہو رہا وہ شخص جو اللہ کی طرف سے معرفت پانے کا دعویٰ کرے احکام شرعیہ کی موافقت کے ساتھ تو وہ اونکے نزدیک دیوانہ فاسد الخیال ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کریں گے ہاں اگر وہ صاحب دولت ہو یا صاحب سلطنت ہو تو ضرور فقہا اوس کے مطیع و منقاد ہوں گے بظاہر محض اوسکے مال کی رغبت میں یا اوسکی سلطنت کے خوف سے اور دوسری حدیثیں اور روایتیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کے حق میں ثابت ہوئی ہیں کتب اسلاف میں بہت ہیں مگر تحریر کی درازی کے لحاظ سے اختصار سے کام لیا گیا اور چند کلمات کتابت میں لائے گئے ہیں اون اشخاص کی تسلی خاطر کے لئے جو حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت سے مشرف نہیں ہوے اور بیان قرآن اور حجت مہدیت انحضرت علیہ السلام کی زبان سے نہیں سنے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں یہ خبر دی ہے (ترجمہ آیت) ''پھر تحقیق ہمارے ذمہ ہے بیان اوس کا'' یعنی بیان قرآن کا زبان مہدی علیہ السلام سے اور دوسری آیتوں کو بھی آنخضرت علیہ السلام نے حجت میں پیش فرمایا چنانچہ فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے (ترجمہ آیت) ''کیا پس وہ شخص جو ہو روشن دلیل پر اپنے پروردگار کی طرف سے اور اس سے پہلے کتاب موسیٰ جو امام و رحمت ہے یہ سب ایمان لاتے ہیں اوس پر اور جو کوئی انکار کریگا اوس کا فرقوں میں سے تو دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے پس مت ہو تو اے محمد ﷺ شک میں اس سے بیشک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے مگر بہت لوگ اوس پر ایمان نہیں لائیں گے''۔ یہ آیت اس آیت تک ہے (ترجمہ آیت) ''مثال میں دونوں فریق اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کے مانند ہیں کیا دونو تمثیل میں برابر ہوں گے پھر کیا تم نصیحت نہ پکڑو گے'' اور دوسری آیت یہ ہے (ترجمہ آیت) ''کہدو اے محمد ﷺ یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بینائی پر میں اور وہ بھی (بلائے گا) جو میرا تابع تام ہوگا اور پاک ہے اللہ اور میں مشرکین سے نہیں ہوں'' نیز یہ (آیت ترجمہ) ''کہدے کونسی چیز گواہی کے لحاظ سے بڑی ہے کہہ کہ تمہارے اور میرے درمیان خدا گواہ ہے اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تا کہ تم کو ڈراوں اس کے ذریعہ اور وہ بھی ڈرائے گا جو (میرے مقام و مرتبہ کو) پہنچے''۔ نیز یہ آیت (ترجمہ) ''اے محمد ﷺ اگر وہ تم سے حجت کریں تو کہدو کہ میں نے اللہ کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے اور وہ بھی جو میرا تابع ہے'' اور ایک آیت یہ ہے (ترجمہ) ''اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف روح کو اپنے حکم سے اس سے پہلے تو جانتا نہ تھا ایمان کو مگر ہم نے اس روح کو نور کیا کہ ہم دکھاتے ہیں راہ راست اوس نور سے جس کو چاہیں اپنے بندوں میں سے اور بے شک تو سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے'' اور ایک آیت یہ ہے (ترجمہ) ''پھر وارث بنایا ہم نے اس کتاب کا اپنے بندوں میں سے اون لوگوں کو جن کو ہم نے چن لیا پھر بعض تو ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعض میانہ رو ہیں۔ اور بعض نیکیوں میں سابق ہیں حکم سے اللہ کے اور وہی ہے جو بڑی بخشش (اللہ کی) ہے بہشت کے باغ ہیں جن میں داخل ہوں گے اور سونے اور موتی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ان بہشتوں میں ریشمی ہوگا وہ کہیں

گے سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اوس نے ہم سے رنج دور کیا بے شک ہمارا پروردگار بڑا ہی بخشنے والا اور قدر دان ہے جس نے اپنے فضل سے ہم کوٹھیرنے کی ایسی جگہ دی جہاں کہ ہم کو کسی طرح کی تکلیف اور تھکان نہیں'' اور ایک آیت یہ ہے (ترجمہ) ''بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور دن رات کے ردّ و بدل میں سمجھنے کیلئے قدرت خدا کی بہترین نشانیاں ہیں ان عقلمندوں کیلئے جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی ساخت میں غور کرتے ہیں (اور بے اختیار بول اٹھتے ہیں کہ) اے پروردگار تو نے اس (کارخانۂ عالم) کو بیکار نہیں بنایا تیری ذات پاک ہے پس ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اے پروردگار تو نے جسے آگ میں ڈالا پس تو نے اوسکو رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے پس اے پروردگار ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہم سے ہماری برائیوں کو دور کر اور نیکوں کے ساتھ ہمارا خاتمہ کر۔ اے پروردگار ہم کو وہ نعمت عطا فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اپنے رسولوں کے ذریعہ اور قیامت کے دن ہم کو رسوا نہ کر بیشک تو وعدہ خلافی کرنے والا نہیں پس قبول فرمائی ان کی دعا ان کے رب نے کہ بے شک میں ضائع نہیں کرتا کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کی جنس ہو تو جن لوگوں نے اپنے دیس چھوڑے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے ضرور میں دور کر دوں گا ان سے ان کے گناہ اور ضرور ان کو داخل کروں گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ یہ بدلہ ہے اللہ کے ہاں سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا بدلہ ہے''۔ ایک اور آیت یہ ہے (ترجمہ) ''وہی ہے جس نے بھیجا اُمّیوں (ان پڑھ لوگوں) میں ایک پیغمبر ان ہی میں سے جو اُن پر پڑھتا

---

[1] مولف رسالہ ہژدہ آیات حضرت میاں عبدالغفور سجاوندیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے **روی عن المهدی الموعودؑ انه قال ان اللّٰه تعالیٰ امرلی ان المراء من قولهٗ تعالیٰ و آخرین منهم قومک فقط و من الرسول منهم ذاتک** !الخ (ترجمہ) حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم فرمایا ہے کہ آخرین منہم (ان میں کے رسول) سے مراد تیری ذات ہے (رسالہ ہژدہ آیات مطبوعہ صفحہ ۴۶) اس آیت شریفہ میں رسول مقدر فی الاخرین سے مُراد ذاتِ مہدی علیہ السلام ہونا مضمون آیت اور بیان حضرت مہدی علیہ السلام دونوں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے باوجود اس کے حضرت مہدی موعود خلیفۃ اللہ خاتم ولایت محمدیہ مراد اللہ کو رسول یا پیغمبر کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ رسول یا پیغمبر وہی خلیفۃ اللہ کہلاتا ہے جو جدید کتاب یا جدید شریعت لائے خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ رسول اللہ ﷺ کی شریعت آخری شریعت اور ان کی کتاب آخری کتاب ہے اس واسطے اللہ کے آخری خلیفہ مہدی موعود جو منصب ختم ولایت محمدی ﷺ پر مامور ہوئے اور مظہر خاص ولایت محمدی ہوئے آپ کا لقب مُراد اللہ ہوا ہے یعنی کائنات کی تخلیق سے مُرادِ الٰہی جو ولایت محمدی ﷺ کا ظہور تھا اس کی تکمیل آنحضرت ﷺ کی ذات سے ہوئی ہے اسی وجہ سے محققین نے آنحضرت کو مراد اللہ کہا ہے اور اس باب میں کہ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کو رسول و پیغمبر یا نبی و ولی کہنا جائز نہیں ہے حضرت مہدی علیہ السلام کا صاف وصریح فرمان منقول ہے نقلست حضرت میراں فرمودند بعد دعوت خاتمین اسم انبیاء اولیاء ختم شد کہ را انبیاء واولیاء گفتہ نشود لیکن مقامات و درجہ انبیاء واولیاء درگروہ بندہ تا قام قیامت و جاریست (از بیاض حضرت میاں سید اسحاقؒ بن حضرت میراں سید یعقوب توکلیؒ) ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خاتمین (محمدی ﷺ و مہدی علیہ السلام) کی دعوت کے بعد انبیاء اور اولیاء کا نام ختم ہو چکا اور کسی کو انبیاء اور اولیاء نہیں کہا جائے گا لیکن انبیاء اور اولیاء کے مقامات اور درجات اس بندہ کے گروہ میں قیامت قائم ہونے تک جاری ہیں۔ (مترجم)

[2] اس زبردست پیشین گوئی سے ہمارے مہدی علیہ السلام کے دعوے کی صحت وثبوت اظہر (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

ہے اوس کی آیتیں اوران کو پاک کرتا ہے اوران کو قرآن اور حکمت سکھا تا ہے اوراس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اوران میں سے آخرین [1] (دوسروں) میں پیغمبر یعنی اپنا خلیفہ بھیجے گا جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہی زبردست حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے'' اور دوسری بہت آیتیں ہیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کے صدق پر دلالت کرتی ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی بے شمار ہیں جو آنحضرت علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں اوراس کی صحت کے گواہ ہیں چنانچہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ کا یہ منظوم کلام اسی معنی میں یہ آیا ہے۔

(مفہوم اشعار)

عزیزو! ترک جب چھا جائیں بڑھ کر

تو قائم ہوگا مہدی عدل پرور

سلاطین ہاشمی ظالم جو ہوں گے

مٹیں گے ظلم سے باحال ابتر

چھچورا عقل کا معذور لڑکا

کیا جائے گا بیعت ان میں آخر

وہیں اک قایمِ حق تم سے ہوگا

عمل حق پر کرے گا حق کو لاکر

فداہوں اس پہ ہمنام نبیؐ ہے

مرے لڑکو نہ چھوڑو اُسکو پاکر

کافی ہے ہمارے لئے اللہ اور وہ بہتر کارساز و بہتر مددگار ہے۔

فقط محمود

(ماخوذ از مکتوب ملتانی مطبوعہ صفحہ ٦٧) مترجم

المرقوم ۹/رجب المرجب ۱۳۸۳ھ روز سہ شنبہ

[1] (حاشیہ بسلسلہ صفحہ گزشتہ) من الشّمس ہے اس لئے کہ تاریخ کے ملاحظہ سے یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ ترکوں کی جیش کشی کا زور آٹھ سو ہجری سے شروع ہوا ۸۵۷ھ میں قسطنطنیہ فتح ہوگیا اور اسی زمانہ میں خلیفاء بنی عباس کے بادشاہان جو آل ہاشم سے تھے ذلیل وخوار ہوئے چنانچہ علامہ سیوطی نے ان کے آخری خلیفہ کا ذکر جو کیا ہے ۹۰۳ھ پر وفات پایا ہے اس کے بعد ان کی خلافت کا بھی خاتمہ ہوگیا پس ۹۰۵ھ میں ہمارے مہدی علیہ السلام کی دعوت ہے جو آل رسول علیہ وسلم اور اولاد علیؓ سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمنام ہیں چنانچہ منکم وسمی کے لفظ سے واضح ہے پس یہ اشعار ہمارے مہدی علیہ السلام کی صدقیت کی بڑی دلیل ہیں۔

راقم:

(فقیر حقیر سید خدا بخش رشدیؔ مہدوی)

ابن

حضرت مولانا میاں سید دلاور عرف گورے میاں صاحبؒ